

ایس قریشی کی عمران میرین

126

# گیم آف ڈسٹنٹ

ایس قریشی

ڈاکٹر حامی

جب انڈیا تنگ جاتی ہے اور طے سب جیت جاتے ہیں تو ماہل میں گنگن کا احساس شروع ہوتا ہے۔  
یہ ایک ہی کتاب ہے اور وہ جملہ اہل علم کے لیے ہے۔

عمران سیریر

(مکمل ناول خاص نمبر)

گیم آف ڈسٹر

مصنف: ایس قشیشی

قیمت: ۱۰۰ روپے

سید علی حسن گیلانی صاحب کی طرف سے تحفہ

خط و کتابت: آرڈر بھیجئے کا پتہ

ایڈریس: اکیڈمی پوسٹ بکس ۲۶۳۳  
لیاقت آباد کراچی



اس ناول کے جملہ حقوق بنام مصنف ایس قریشی محفوظ ہیں جزوی یا  
کلی طور پر نقل کرنے پر مذکور علم پر لانے اسٹیج یا ٹی وی ڈراموں میں پورا ناول یا کچھ  
حصہ استعمال کرنے یا کسی اور طریقے سے اس ناول کی نشر و اشاعت و استعمال کیلئے  
ایس قریشی کی تحریری اجازت لینا ضروری ہے ورنہ قانونی چارہ جوئی کی بنیاد  
اور ہرجہ خرچہ کے وہ خود ذمے دار ہوں گے۔

اس ناول کے تمام نام مقام کردار، افراد، واقعات اور تشبیہ و بیانیہ چیزیں  
فرضی ہیں کسی سے مطابقت محض اتفاقیہ ہے جس کے لئے مصنف پرنٹر پبلشرز  
یا ادارہ ذمے دار نہیں۔

تمام امور میں استحقاق کا حق صرف کراچی (صوبہ سندھ) کی عدالتوں کو حاصل ہوگا۔

فصلی سنٹر آف سٹ پریس میں چھپی۔

خط و کتابت کا پتہ

ایوب اکیڈمی پوسٹ بکس ۲۶۳۳ یاقوت آباد۔ کراچی ۱۹

# ایک خاص بات

گیم آف ڈیٹھ "حاضر خدمت ہے آپکو عرض ہے اس ناول کا انتظار تھا اور اب مجھے آپ کی رائے کا انتظار رہے گا کہ میری یہ نئی کاوش آپکے معیار پر کس حد تک پوری اترتی ہے۔ گیم آف ڈیٹھ، عمران کے کارناموں میں ایک نیا اضافہ ہے یہ اسلئے بھی آپکو بہت زیادہ پسند آئے گا کہ یہ سراغ رسانی کے ساتھ ایک مکمل ایڈ ونچر ناول ہے اور سس پنس اور ایکشن ایڈ ونچر ناولوں میں بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے "گیم آف ڈیٹھ" میں بھی سس پنس موجود ہے اور قدم قدم پر ایکشن، لیکن وہ ایکشن نہیں کہ کہانی کی سچویشن ہونہ ہوا مار دھاڑ اور قتل و غارت گری کا بازار گرم مزور ہوگا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کہانی میں ضرورت کے مطابق ایکشن بھی موجود ہے اور دل کی دھڑکنیں بڑھا دینے والا سس پنس بھی۔

امریکہ اور فرانس کے خطرناک اور تباہ کن ہتھیاروں سے پس دو طیارے فضا سے چوری ہو جاتے ہیں اور انہیں چرانے والے کون تھے۔ اور انہوں نے ان دونوں طیاروں کو چرانے کیلئے کیل طریقہ کار اختیار کیا تھا یہ آپ کیلئے ایک نئی چیز ثابت ہوگا ماسوائے سکرٹ سروس (کیپٹن پر مود کے کارنامے) کے ناول پڑھنے والوں کے۔ پر مود کے ناولوں میں موجودہ دور کی نئی نئی ایجادوں کو پیش کرنے اور قارئین کی معلومات بڑھانے کے بہترے مواقع ملتے ہیں اور اس بار عمران سیریز کے ناول میں بھی آپ کیلئے بہت کچھ موجود ہے۔

طیارے فرانس اور امریکہ کے چوری ہوئے اور دھمکی سب سے پہلے عمران کے ملک کو



ہی۔ آخر کیوں؟ یہ "کیوں" ہی ہیں یہ سوچتے پر مجبور کرتے کہ اسلام دشمن طاقتیں اپنے اندر ہزاروں اختلافات رکھنے کے باوجود مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ایک پلیٹ فارم پر فوراً ہی کیوں جمع ہو جاتی ہیں۔

مسلمانوں اور اسلام کے خلاف کاروائیوں میں ایک دوسرے کی مدد کیوں کرتی ہیں؟۔ اسلام دشمنی میں وہ اپنے اختلافات اور گہر و تہیں کیوں بھول جاتی ہیں۔؟ اگر ہم اس پر مثبت انداز میں سوچیں اور عمل کریں تو۔؟ اسلام دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن کر ابھر سکتا ہے۔ دیکھیے کہ عمران اس مرحلے پر کیا کچھ کرتا ہے پچھلے ناولوں "ناٹو" کی چیخ۔ ریشوں کا سوداگر۔ ڈیوڈ اسٹار۔ ایس جی ایم، بلیک اسمیٹر، سٹریٹ سٹاکس ہیڈ کوارٹر، بلو کمانڈر اور سرفروش کی پسندیدگی کے بے تحاشہ خطوط موصول ہوئے ہیں اور ان میں سب سے زیادہ صفدر کی موت پر اظہارِ افسوس کیا گیا ہے۔ قارئین کو یقین نہیں آ رہا کہ صفدر اپنے وطن اپنے قوم اور اپنے فرض کیلئے سرفروشی کرتے ہوئے قربان ہو چکا ہے۔ ہاں بھائی یقین مجھے بھی نہیں ہے مگر کہانی کی سچویشن وہی تھی جو سرفروش میں دکھائی گئی تھی بہر حال اب موجودہ ناول پڑھیں اور ریلے سے مطلع کیجئے۔

اس ناول کے ساتھ ہی دوسرے مکمل خاص نمبر "موت کے ہمسفر" اور ہیروز آف بلگاریہ اور ہل آف ڈیٹھ بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اگر بازار میں دستیاب نہ ہوں تو ادارے سے طلب فرما سکتے ہیں۔ اور اب مجھے گلے ناول تک کیلئے

والسلام  
ایسے قریشی

اجازت دیں۔

# عمران سیریز

گیم آف ڈیٹھ (تین وقت لامل ناول) ۷

گیم آف ڈیٹھ ، حصہ اول صفحہ ۷  
پیرا سرار جزیرہ ، حصہ دوئم صفحہ ۱۳۵  
نبوت کا حصار ، حصہ سوئم صفحہ ۲۵۶



عمران سیریز ۱۳۶

کتاب خانہ  
0321-873008

گیم آف ڈیٹھ

مستف (ایسے قاریتھے



"ٹیکوٹ سروس" میں کیپٹن پروڈ کے سنی خیز اور یادگار ناول

لہذا جی لیم

بلیک اسمیٹر



بلو کمانڈر

ہیروز آت بلیگاریا

ہل آف ڈیٹھ

الوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۲

لیاقت آباد - کراچی نمبر ۱۹

خط و کتابت کا پتہ

اسرار و سرائے اور ہم جوڈ سے بھرپور کیپٹن  
پروڈ کے وہ یادگار ناول ہے جو کہ پڑھنے کے بعد آپ  
کو کہیں نہیں بھلا سکیں گے، بالکل دھڑکنے  
والا ایکشن اور وہ سب کچھ گرم کر دینے  
اپنے محبوب مصنف ایسے قاریوں  
کے صائب و قلم سے چاہتے ہیں۔  
اسی ہے اسرار و سرائے کرطب فریمنے

ڈاکٹر حسام حسن  
ایس ای ایم بی بی ایس ای اے  
عنفشت اینسٹیتھوٹ، ز 0321-873003

• ہیلو، فلائٹ ایف زیر وٹو، نائین، رپورٹ؟  
• یس، فلائٹ ایف زیر وٹو، نائین، ریسپونڈنگ۔ رپورٹ از او  
کے۔ ٹرانسمیٹر سے ایک پرسکون آواز نشر ہوئی۔  
• موسم۔؟ آپریٹر نے کہا۔

• بہت خوشگوار۔ ڈوبتا ہوا سورج حسین ترنگ رہا ہے۔  
• سمت اور ڈگری۔

• تین سو چھ۔ جنوب مغرب۔ بیس ہزار فٹ۔

• واپسی۔ لینڈنگ ٹائم؟

• رائٹ ٹائم۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔

• کوئی خاص بات۔؟ آپریٹر نے پھر پوچھا۔ یہ سب سوالات کرنا انکے  
روزمرہ کے معمولات میں شامل تھا اور ہر پائلٹ کو ٹیک آف کرنے کے بعد  
ان کے جواب کنٹرول سیکشن کو ہر چند منٹ بعد دینے ضروری ہوتے تھے تاکہ کسی



بھی حادثے کی صورت میں فوری طور پر امداد بہیم مہو نچانی جا سکے اور فلائٹ کنٹرول سیکشن مطمئن رہ سکے۔

• ارے... دفعتاً پائلٹ کی آواز اُبھری۔

• کیا ہوا؟ آپریٹر نے چونک کر پوچھا۔

• عجیب و غریب، بے مد عجیب و غریب۔ پائلٹ کی آواز آئی۔

• کیا بات ہے؟ آپریٹر نے پوچھا۔ کیا بے مد عجیب و غریب ہے؟

• پتہ نہیں کیا سمجھوں۔ پائلٹ کی آواز آئی۔

• کیا مطلب؟ آپریٹر نے چونک کر پوچھا۔

”میرے نیچے سمندر ہے اور سمندر کے ایک بڑے خفے پر سُرخ روشنی چھائی ہوئی ہے ایسا لگ رہا ہے جیسے سُرخ روشنی کے دائرے بن لو کھیل رہے ہوں۔“

”اوہ“ آپریٹر چونک کر بولا۔ کیا یہ دائرے پانی کے اندر ہیں؟

• کچھ پتہ نہیں چلتا۔ پائلٹ کی آواز آئی۔ ”وائروں سے بڑی تیز روشنی

پھوٹ رہی ہے اور وہ پھیل رہے ہیں۔ ارے... اُسکے ساتھ ہی پائلٹ

کی آواز میں تحیر کی جگہ خوف اور ہراس پیدا ہو گیا اور آپریٹر اُچھل پڑا۔

• کیا ہوا؟ کیا بات ہے؟ وہ جلدی سے بولا۔

• جہاز ڈگمگا رہا ہے۔ پائلٹ کی آواز آئی۔

• رفتار کم کر دو۔ آپریٹر نے جلدی سے کہا۔

• رفتار چار سو میل فی گھنٹہ ہے مگر.....

• مگر کیا۔؟ آپریٹر جلدی سے بولا۔  
 • جہاز کی مشینری جام ہونے لگی ہے۔ پائلٹ کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔  
 • مقناطیسی قوت چیک کرو۔ آپریٹر چلایا۔  
 • جہاز کے گرد زبردست مقناطیسی قوت موجود ہے۔  
 • کیا تم ان روشن دائروں کے ادھر ہو۔؟  
 • ہاں، ایسا لگ رہا ہے کہ وہ روشن دائرے اور سرخ روشنی پانی پر میرے  
 ساتھ ہی ساتھ دوڑ رہے ہیں۔ اوہ، اوہ.....

• کیا ہوا۔؟ آپریٹر نے پوچھا۔  
 • جہاز کا انجن ہچکیاں.... ل.... ل.... لے.... لے.... کی آواز کے ساتھ  
 اپنی راہ قطع ہو گیا اب وہ صرف ہوا کی سائیں سائیں ہی سن رہا تھا کبھی  
 کبھی تیز سیٹیاں بھی سنائی دے جاتی تھیں۔ آپریٹر نے جلدی سے اس  
 بٹن کو دبا دیا جو ایسے ہی مواقعوں پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اور جس کے دبانے  
 کے بعد اس اڈے پر موجود قابل پرواز طیارے چند سکند میں فضا میں پہنچ  
 جاتے تھے۔

چند سکند بعد ہی آپریٹر نے کان بھاڑ دینے والی آوازیں سنیں اور ایک کے  
 بعد ایک درجنوں طیارے گرجتے ہوئے فضا میں بلند ہوتے چلے گئے۔  
 • ہیلو۔ ہیلو آل اسٹیشن اٹینشن... ہیلو۔ آل اسٹیشن۔ اٹینشن۔ فلائٹ  
 اینڈ زیر و ٹون ٹائن کو کوئی حادثہ پیش آگیا ہے۔ تین سو چھ۔ جنوب مغرب  
 تھوڑا فرق ممکن ہے۔ کاروائی شروع کر دی جائے۔ ہیلو.....





طیارے فضاؤں میں گرج رہے تھے فضا اور سمندر کا ایک ایک چہرہ  
 چھانا جا رہا ہے مگر گمشدہ طیارہ کہیں بھی نظر نہیں آسکا۔ کہیں اسکا کوئی ٹکڑا  
 یا ڈھانچہ کسی طیارے کو نظر نہیں آیا۔ ریڈار پر بھی وہ نہیں ابھر سکا تھا۔  
 دو گھنٹے بعد لاسکی پر سفر کرتی ہوئی یہ خبر دنیا بھر کے اربوں انسانوں کو  
 معلوم ہو گئی کہ امریکہ کا ایک ایف سولہ طیارہ دوران پرواز غائب ہو گیا ہے  
 اس خبر کے پھیلنے ہی بڑی شدت سے جو سوال لوگوں کے ذہنوں میں ابھرا وہ یہ  
 تھا کہ اس خطرناک ترین ایف سولہ طیارے میں جو غائب ہوا ہے کس قسم کے  
 ہتھیار تھے۔؟

جتنے منہ اتنی باتیں۔ کوئی اسمیں گائیڈ ڈیزائل بتا رہا تھا تو کوئی یینام  
 بم۔ کسی کا خیال تھا کہ اس طیارے میں ایٹم بم ہوں گے تو کوئی سوچ رہا تھا کہ  
 اس میں ہائیدروجن بم بھی ہو سکتے ہیں۔ ہزار آدمی ہزار باتیں۔ لیکن جو کچھ  
 بھی تھا پوری دنیا میں اس خبر نے سنسنی پھیلا کر رکھ دی تھی۔ سپنس پیدا کر  
 دیا تھا۔

طیارہ کس نے اغوا کر لیا ہے۔؟ اغوا کرتے والے کون ہیں۔؟ فضائے  
 دوران پرواز ایف سولہ کو کس طرح سے اغوا کیا گیا ہے۔؟ طیارے کو اغوا کرنے  
 کا مقصد کیا ہے۔؟ کیا یہ کمیونسٹوں کا کارنامہ ہے۔؟ کیا اس میں روس کا ہاتھ  
 ہے؟ کیا اس میں کوئی اور سپر طاقت ملوث ہے۔؟ یہ اور ایسے ہی ہزاروں سوال  
 لوگوں کے ذہنوں میں گردش کر رہے تھے مگر ان کا جواب کون دے سکتا تھا۔؟  
 سب کچھ مستقبل کے پردے میں چھپا ہوا تھا اور مستقبل کا حال صرف خدا



کو معلوم تھا۔ سربراہانِ مملکت اپنی اپنی ہاٹ لاینوں پر امریکہ سے رابطہ قائم کئے ہوئے تھے اور وہ اس خبر کے منتظر تھے کہ طیارہ مل گیا ہے وہ تباہ شدہ حالت میں ملا ہوا صحیح و سالم حالت میں مگر وہ انتظار ہی کرتے رہے اور ایسی کوئی اطلاع نہیں آئی اور پھر یہ انتظار گھنٹوں سے دنوں میں بدلنے لگا دوسرے دن کا سورج غروب ہو گیا اور ان کے کان "ہاں" کے الفاظ سے نا آشنا ہی رہے۔

امریکی طیاروں نے ایف سولہ طیارے کے پرواز شیڈول پر سینکڑوں مرتبہ پرواز کر کے اسکا پتہ لگانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ ایف سولہ طیارہ فلائٹ نمبر ایف زیرو ٹو دن نائن اس طرح غائب ہو گیا تھا کہ جیسے اس کا وجود ہی کبھی نہ رہا ہو۔



امریکی محکمہ دفاع کا ہنگامی اجلاس جاری تھا۔ اس اجلاس میں دفاع سے متعلق سارے ہی اہم افراد موجود تھے وہ اہم افراد بھی موجود تھے جو سائنسدان تھے۔ انجینئرز تھے۔ ریڈار آپریٹر انچارج تھے۔ غرض ہر اہم آدمی موجود تھا۔

”طیارہ اگر تباہ ہوا ہوتا تو اس کا ڈھانچہ کہیں نہ کہیں ضرور مل جاتا۔“ ایئر کموڈور جارج میکریچر زور الفاظ میں کہہ رہا تھا۔ لیکن کہیں بھی طیارے کا کوئی نام و نشان نہیں ملا کہیں کوئی تھکامک ایسا نظر نہیں آیا جیسے ایف سولہ کا سمجھا جاتا



سکتا۔

”پھر؟ ایر وائس مارشل نے پوچھا۔ ”طیارہ کہاں چلا گیا۔؟“  
 ”اے اغوا کیا گیا ہے“ ایر کموڈور جارج میک کے الفاظ گویا ہم بن کر وہاں  
 موجود افراد کی سماعت پر گھرے تھے وہ بھونچکا رہ گئے۔

”یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو مسٹر جارج میک؟“ ایر وائس مارشل نے کہا۔  
 ”پائلٹ اور ریڈار آپریٹر کی آخری گفتگو کا کیسٹ سنئے“ ایر کموڈور  
 جارج میک نے کہا۔ اور اپنے سامنے رکھے ہوئے ٹیپ کا بیٹن دبا دیا۔ کئی منٹ  
 تک وہاں ٹیپ پر ریکارڈ کی ہوئی آواز سولہ طیارے کے پائلٹ اور آپریٹر کی  
 آوازیں گونجتی رہیں اور وہ سب بڑی خاموشی سے اُسے سنتے رہے پھر جب  
 ٹیپ ختم ہو گیا اور وہاں صرف سرسراہٹ کی آواز گونجتی رہ گئی تو ایر کموڈور  
 نے ٹیپ بند کر دیا۔

”آپ لوگوں نے ٹیپ سنا۔؟“ ایر کموڈور جارج میک نے کہا۔  
 ”ہاں لیکن آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔؟“ کسی نے کہا۔  
 ”میں فلائٹ انجینروں سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ ایر کموڈور نے  
 کہا۔ اپنے پائلٹ کے یہ الفاظ سنئے ہیں ناکہ، جہاز ڈگمگا رہا ہے، جہاز کی  
 مشینری بام ہو رہی ہے۔ اور یہ کہ جہاز کے گرد زبردست مقناطیسی قوت  
 موجود ہے۔

”ہاں، انجینروں میں سے ایک نے جواب دیا۔ مگر آپ کیا کہنا چاہتے  
 ہیں یا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ آپ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں۔؟“

”یہ سب کیفیت جہاز کی کس وقت ہوتی ہے۔؟ ایر کموڈور نے پوچھا۔  
اس وقت جب جہاز کے انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے؟ ایک فلائٹ

انجینئر نے جواب دیا۔ اس سے پہلے نہیں۔

”ٹیک آف کے وقت جہاز کی مالت کیسی تھی۔؟ ایر کموڈور نے پھر پوچھا۔

اے دن: فلائٹ انجینئر نے کہا۔

”اپ کا کیا خیال ہے۔؟ ایر کموڈور نے ایک ایرو ڈائیکل انجینئر کی طرف  
دیکھتے ہوئے پوچھا یہ ان انجینئروں میں سے ایک تھا جس نے ہینگر میں جہاز  
اد کے کیا تھا۔ اد کے رپورٹ اور لاگ بک کی کاپی پر اس کے دستخط موجود تھے۔  
جہاز سو فیصد صحیح مالت میں تھا اور اس میں کسی خرابی کا پیدائہونا ناممکن

میں سے تھا سر اور ہمیں خود حیرت ہے کہ جہاز میں پائلٹ کی زبانی معلوم ہونے  
والی خرابیاں کیوں اور کس طرح سے پیدا ہوئیں۔ ایرو ڈائیکل انجینئر نے جواب دیا۔  
”گڈ۔ ایر کموڈور نے کہا پھر سائنسدانوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جہاز کے پائلٹ نے جس مقناطیسی قوت کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں آپ  
کیا رائے رکھتے ہیں پروفیسر ڈاکٹر آر تھر جین کیا اس قوت کا وجود اس وقت  
ممکن تھا۔؟

”جہاں تک فضا میں مقناطیسی قوت کا تعلق ہے۔ وہ محوڑی بہت  
ہر وقت موجود رہتی ہے مگر اتنی قوت آج کل کے موسم میں پیدا نہیں ہوتی  
کہ وہ جہاز کی مشینری کو بام کردے پروفیسر ڈاکٹر آر تھر جین نے کہا۔  
”ایسا کب ممکن ہوتا ہے پروفیسر؟

”اسوقت جب یا تو درجہ حرارت بہت زیادہ بڑھا ہوا ہو تو اس وقت مقناطیسی قوت بڑھ جاتی ہے یا پھر بارش کے دنوں میں۔ پروفیسر ڈاکٹر آر تھر جین نے کہا۔ مگر بارش کے دنوں میں بھی یہ کشش بہت اونچائی پر اور پہاڑی سلسلوں کے نزدیک پیدا ہوتی ہے اور ایف سولہ پہاڑوں سے بہت دور تھا۔“

”کیا سمندر کی بدلتی ہوئی حالت میں ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔“ ایئر کموڈور بارج میکرنے پوچھا۔ اور پروفیسر اثبات میں سر ہلا کر بولا۔  
 ”ہاں مگر اس کے لئے بھی سمندر کا ایک خاص حصہ اور موسم ہونا ضروری ہے یا پھر سمندر کا وہ حصہ مقناطیسی قوت سے بھرا پڑا ہے جسے بحر ظلمات تاریک سمندر کہا جاتا ہے۔ اور جہاں اب تک درجنوں بحری جہاز اور متعدد سوانی جہاز غائب ہو چکے ہیں اور آج تک ان کا پتہ نہیں لگ سکا کہ کس انجام سے دو چار ہوئے ہیں۔“

”ہو سکتا ہے پروفیسر کہ وہ مقناطیسی قوت اسوقت سمندر کے اس حصے میں پیدا ہو گئی ہو جہاں ایف سولہ پرواز کر رہا تھا۔“  
 ”نہیں۔“ پروفیسر ڈاکٹر آر تھر جین نے کہا۔ ”اگر ایسا ہوا ہوتا تو اور بھی سافر طیارے اور وہ بحری جہاز متاثر ہوتے جو اس وقت اس حصے میں موجود ہر تھے۔ جبکہ اب تک کی منے والی رپورٹوں میں کسی اور طیارے یا بحری جہاز کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔“

”جس سُرُخ روشنی اور دائروں کا ذکر پائلٹ نے کیا تھا اس کے بارے



میں آپ کی کیا رائے ہے پروفیسر صاحب؟ ایر کموڈور جارج میکرنے لپٹا  
 . اس کا تجزیہ کیا باتا تب ہی کچھ کہا جاسکتا تھا۔

پھر بھی: ایر کموڈور جارج میکرنے کہا: آپ اس بارے میں کوئی آراء  
 رائے رکھتے ہوں گے یا کوئی خیال تو ظاہر کر سکتے ہیں کہ وہ روشن سُرخی دارے  
 اور روشنی کیسی ہو سکتی ہے اور کس طرح پیدا ہوتی ہوگی؟

یہ مصنوعی روشنی مختلف طریقوں سے پیدا کی جاسکتی ہے: پروفیسر  
 ڈاکٹر آرتھر جین نے کہا اور وہ تفصیل سے اس پر روشنی ڈالنے لگے۔

تھینک یو، پروفیسر: ایر کموڈور جارج میکرنے پروفیسر کے ناموس  
 ہونے کے بعد کہا: "ہاں تو میں نے یہ کہا تھا کہ دونوں طیاروں کو اغوا کیا گیا  
 ہے۔ اور انہیں اغوا کرنے میں اس سُرخی روشنی اور دائروں اور  
 مقناطیسی قوت کو استعمال کیا گیا ہے جس کے بارے میں پائلٹ نے اللہ  
 دی تھی اور جس کے بعد طیارے کی مشینری جام ہونے لگی تھی۔  
 مگر۔ اسکو اڈرن لیڈر نے کہا: ایسا ہوا ہوتا تو طیارہ تباہ و برباد

ہو جاتا اور اس کے ٹکڑے سمندر میں ضرورتے جبکہ ایسا نہیں ہوا۔  
 . اوہں۔ ایر کموڈور جارج میکرنے کہا: طیارے کو اغوا کرنے والوں

نے مقناطیسی قوت استعمال کرتے ہوئے طیارے کو کس طرح زمین یا کسی بحری  
 جہاز پر اتارایہ ہیں دیکھنا پڑے گا اسکے بعد ہی طیارے کا پتہ لگ سکتا ہے۔  
 . ممکن ہے پائلٹ کے دماغ کو کنٹرول کر لیا گیا ہو۔ کسی نے کہا: اور

اس کے بعد طیارے کو اغوا کرنے والوں نے اپنی جگہ پر اتار لیا ہو۔؟

• کیا ایسا ممکن ہے پروفیسر ڈاکٹر آر تھر جلیسن • ہائر کموڈور نے پروفیسر

سے پوچھا • اور وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولے • :

• مقناطیسی قوت کی زیادتی انسانی ذہن کو منتشر تو کر سکتی ہے مگر

کنٹرول نہیں کر سکتی • اسے کنٹرول کرنے کے لئے دوسرے طریقے ہیں اور وہ

سب زمین پر قابل عمل ہیں • فضا میں نہیں اور وہ بھی لڑاکا طیارے میں ناممکن ہے

”تھینک یو پروفیسر • ہائر کموڈور نے کہا •

”اسکا ایک دوسرا طریقہ ہو سکتا ہے • پروفیسر نے کہا •

• وہ کیا • ہائر کموڈور نے پوچھا •

• اگر طیارہ اغوا ہی کیا گیا ہے تو اس کے لئے لیزر بیم استعمال کی گئی ہوگی •

پروفیسر ڈاکٹر آر تھر جلیسن نے کہا • اور وہ سب چونکا پڑے •

• وہ کیسے پروفیسر • ہائر کموڈور نے پوچھا •

• کسی بھی جگہ سے لیزر بیم فضا میں پھینک کر کسی بھی طیارے پر کنٹرول حاصل

کیا جاسکتا ہے مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک لیزر بیم ویسٹونگ آلہ جہاز کی

مشینری میں نصب کیا ہوا ہوتا کہ وہ نیچے زمین سے پھینکی ہوئی لیزر شعاعوں کو

دھول کرنے کے بعد بیم قائم کرنے میں مدد دے سکے اور لیزر بیم قائم ہو جانے

کے بعد نیچے سے سگنل ملتے ہی جہاز کی مشینری جام کر کے اسے اپنے کنٹرول

سے لے کر بیم کے ذریعے مقررہ جگہ پر اتار کے جب تک دوسرا ویسٹونگ آلہ جہاز

میں نصب نہ ہو یہ بھی ممکن نہیں ہے •

• مہو نہ • ہائر کموڈور کے منہ سے نکلا میٹنگ کسی گھنٹے جاری رہی

۱۸  
اور وہ لوگ چند نئے سوال پیدا کر نیکے علاوہ کسی صحتی نتیجے پر نہ پہنچ سکے البتہ  
امریکی فضائیہ کے سارے اڈوں کے لئے یہ حکم ضرور جاری ہو گیا کہ پرواز سے پہلے  
طیائے کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی جائے اور یہ دیکھ لیا جائے کہ کوئی اضافی  
یا مشینری تو جہاز میں نصب نہیں ہے۔ اس حکم نے ایک بار پھر دنیا بھر میں ہیلے  
ہوئے امریکی فوجی اڈوں میں ہیل پچا کر رکھ دی تھی اور ہر شخص ایف سولہ کے بل  
میں سوچنے لگا تھا۔



امریکی فضائیہ کے چیف آف اسٹاف ایبر مارشل وزیر دفاع کے سامنے  
بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں کے چہروں پر گہری سنجیدگی تھی۔  
”تو اس جہاز میں ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم تھے۔“ کچھ دیر بعد وزیر دفاع  
کے منہ سے سرسراتے ہوئے الفاظ نکلے۔

”بس سر۔“ چیف آف اسٹاف ایبر مارشل نے جواب دیا۔

”پائلٹ کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔“

”وہ دنیا میں تنہا انسان ہے کیونکہ اُسے بچپن میں ہی کسی نے فضائیہ کی

نرسری میں داخل کر دیا تھا اور کاغذات میں وہ لاوارث درج ہے۔“

”کوئی محبوبہ یا اور کوئی قریبی دوست۔“

”نوسر، اسکا ریکارڈ بہت اچھا ہے آج تک اس نے کبھی کوئی غلطی نہ



کی آج تک اسے کبھی کوئی پارٹ شیت نہیں ملی اور دشمن سوچا گیا وہ اس نے بڑی ایمانداری سنجیدگی اور کامیابی سے پورا کیا ہے۔

”اگر وہ غدار نہیں ہے تو طیارہ کہاں پلا گیا۔“

”یہی سوچنے والی بات ہے۔ چیف آف اسٹاف نے کہا۔ کہ پالمٹ کی مٹی

کے تلافی طیارہ فضا سے برگز اخوان نہیں کیا جاسکتا اگر وہ ملا ہوا نہیں تھا تو وہ

طیارہ کہاں گیا اور اُسے اخوا کس طرح سے کیا جاسکا۔“

”آرٹھر جلیسن نے لیزر بم کا حوالہ دیا تھا۔“

”یس سر۔ چیف آف اسٹاف نے کہا۔“ مگر اس کیلئے بھی پالمٹ کا بلا ہوا

ہونا ضروری ہے جب تک وہ جہاز میں موجود دوسرے ریسوننگ آلے کو آن

نہیں کرے گا وہ کام نہیں کرے گا اور اسکی موجودگی بیکار مضمون ہوگی۔“

”پھر۔“ وزیر دفاع نے کہا۔ طیارے کے اخوا سے امریکا کی نستی بدنامی

اور رسوائی ہو رہی ہے اسکا تمہیں اندازہ ہوگا۔“

”یس سر۔ اور اس کے لئے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔“

”وہ کیا۔“ وزیر دفاع نے پوچھا۔“

”کیوں نہ یہ کہہ دیا جائے کہ طیارے کا ڈھاکچہ مل گیا ہے۔“

اس سے بہت بڑا فرق چڑھے گا۔ وزیر دفاع نے کہا۔ اسے تلاش کرنے

دل اس اعلان کے بعد اپنی سرگرمیاں ختم کر دیں گے۔“

”انہیں خفیہ حکم جاری کیا جاسکتا ہے سر۔“

”نہیں ایک کے بعد دوسری بدنامی مول نہیں لی جاسکتی۔ وزیر دفاع

نے کہا: تم لوگ طیارے کو ہر حال میں برآمد کرنے کی کوشش کرو۔  
 "ساری سرائرساں ایجنسیوں کو اس بارے میں احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں سرائگر یہ کوئی سازش ہے تو فوراً ہی اس کا پتہ لگ جائے گا۔"  
 "اسکے علاوہ تم لوگ پائلٹ اور نیوی گیٹر کے قریب رہنے والوں کے بارے میں انکوائری کرو یقیناً ان میں کوئی نہ کوئی غدار ضرور ہوگا۔"  
 "یہ بھی ہو رہا ہے اور اب تک چھ افراد کو پوچھ گچھ کیلئے حراست میں لیا جا چکا ہے سر: چیف آف اسٹاف ایر مارشل نے کہا۔

"جتنے اپنے دوست ملک ہیں ان کو اس بارے میں اطلاع بھیجوا دی جائے تاکہ وہ بھی طیارے کی تلاش میں مدد دے سکیں۔

"کیا ان لوگوں کو کمپوں کے بارے میں بھی اطلاع دینی ہے سر؟  
 "ہاں اور باضابطہ: وزیر دفاع نے کہا: "یہ اطلاع میرے حکم سے جاری کی جائے گی اور اس پر میرے کمپیوٹر اسکرینز ڈسٹنکٹ ہونگے۔"

۔ رائٹ سر:  
 "کمپونٹ بلاک کے گرد قائم چیک پوسٹوں کو فوری طور پر حکم جاری کر دو کیونکہ اپنے ارد گرد کسی بھی غیر معمولی بات کو دیکھیں تو نظر انداز نہ کریں پوری چوزن تحقیقات کریں اور فوراً ہیڈ کوارٹر اطلاع دیں۔"  
 ۔ رائٹ سر: چیف آف اسٹاف ایر مارشل نے سر ملایا۔

فی الحال سب ہی کے دماغ پراگندہ ہو رہے ہیں اس لئے اب جب ہم کوئی خاص بات نہ ہو مجھے کمال نہ کی جائے: وزیر دفاع نے کہا۔

”رائٹ سر: چیف آن اسٹان ایر مارشل نے کھڑے ہوتے ہوئے  
کہا پھر سلوٹ کرنے کے بعد وہ کمرے سے نکلے چلے گئے۔“

ڈاکٹر حسام حسن  
بی ایس سی، ایم بی بی ایس، ڈی اے  
کنسلٹنٹ اینسٹریٹھنٹ  
0321-8730087

قون کی گھنٹی نے سوئے ہوئے فرد کو جگا دیا تھا اس نے ریٹ وائچ  
پرننگاہ ڈالی رات کے دہ بجنے والے تھے اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھالیا۔  
”مہلیو۔“ اس نے ریسور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔  
”کلائیو۔“ دوسری جانب سے ایک سرد آواز ابھری۔  
”یس باس۔“ بستر پر لیٹے ہوئے شخص نے بلدی سے اٹھ کر بیٹھتے  
ہوئے کہا۔

”تمہیں فوری طور پر روانہ ہونا ہے۔“  
”کہاں کس جگہ باس۔“ کلائیو نے پوچھا۔  
”روزی سائفر کو جانتے ہو۔“  
”یس سر۔“ کلائیو نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔  
”اس کا پتہ معلوم ہے۔“ سرد آواز نے پھر پوچھا۔  
”بس باس معلوم ہے مگر روزی کو کیا ہوا ہے۔“  
”ابھی کچھ نہیں ہوا لیکن اگر آج وہ آفس پہنچ گئی تو بہت کچھ سوسٹ  
ہے۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ ”مطلب سمجھتے ہونا۔“



۔ رائٹ لباس : کلائمٹونے کہا۔ اندر دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ ریسورٹ کے ڈیڑل پر رکھنے کے بعد کلائمٹونے سگریٹ سٹکانی اور تیزی سے کش لینے لگا چند لمحوں میں سگریٹ ختم کرنے کے بعد اس ایک الماری کھول کر اس میں سے نیز قسم کی شراب کی بوتلی نکالی اور اسے کنول روم سے لگایا اور پیئے لگا۔ نصف بوتلی تعلق میں اٹھ لینے کے بعد اس نے بوتلی الماری میں رکھی اور اُسے بند کر کے دوسری الماری کی طرف بڑھا۔ الماری کھول کر اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس نکال کر پہنا، ہاتھ پر کھال سے چپک جانے والے دست، تے پہنے ریو الوز نکال کر سائیکسٹر لگایا اور لوڈ کر کے جیب میں ڈال لیا پھر ایک باغیچہ اور ایک چھوٹا سا گولا نکال کر جیب میں رکھا اور الماری بند کر کے فون کی طرف بڑھ گیا۔

۔ میلو۔ رابطہ ملتے ہی اس نے غرا کر کہا۔ کون ہے۔

جیری باس۔ "دوسری جانب سے کہا۔"

نہ ایک گاڑی کے نزدیک نہ کسی دوسرے کو مہیا تھا۔

ایس پاس۔ دوسری جانب نے کہا گی۔

”تمہارے ساتھ پار کر کوئی جونا پائیے، سمجھ گئے۔“

جی ہاں۔ دوسری جانب کا جواب سننے کے بعد کلائمٹس ریسپونڈر

رکھا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا چند لمحے بعد وہ زینے طے کر رہا تھا۔  
 عمارت سے باہر نکل کر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا اس کا ایک ہاتھ جیب  
 میں تھا اور اس کی تیز نگاہیں جُرمی تیزی سے آس پاس کا جائزہ لے رہی تھیں۔  
 وہ پوری طرح سے چوکنا اور محتاط تھا ابھی وہ ایک فرلانگ ہی آگے بڑھ  
 سکا ہوگا کہ عقب سے کسی کار کی روشنی اس پر پڑی اور وہ اس طرح گھوما جیسے  
 کوئی بھیڑیا شکار پر جھپٹنے والا ہو۔ کار کی روشنی یکدم بج گئی اور ایک لمحے بعد  
 پھر جل اٹھی کلائیوں کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی پھر وہ فٹ پاتھ  
 سے سڑک پر اتر آیا کار اسکے قریب پہنچ رہی تھی کلائیوں نے ہاتھ کا اشارہ کیا  
 فوراً ہی کار کا دروازہ کھلا اور وہ کلائیوں کے قریب پہنچ کر ایک لمحے کے  
 لئے رکی اور دوسرے ہی لمحے کار بڑھ گئی تھی اور گاڑی سڑک پر فزٹے پھر  
 رہی تھی گاڑی کے اندر دو افراد تھے۔

”کس طرف چلتا ہے!۔“ اس بزرگ پر بیٹے ہوتے فرونے پوچھا۔  
 ”روز، اسافر کا بانی۔“ وہ غراہٹ بھرنے لگا ”یہ بولا۔“ اس بزرگ  
 کرتے وقت نے سر اٹھایا اور گاڑی کا رفتار بڑھا دیا۔ دس پارہ منٹ بعد  
 ایک ایسے پارکنگ لاٹ میں انہوں نے گاڑی رکا، یہاں دو تین بکٹیاں،  
 اور کھڑی تھیں وہاں کوئی چوکی یا رکھی نظر نہیں آ رہا تھا وہ چند  
 بکٹیاں دیکھتے اور گرد کا جائزہ لیتے رہے کلائیوں کا تیز نگاہیں سڑک ہی  
 نہیں اور گرد کی غارت گاہ کی آریک اور روشنی کو لکڑیوں کا کچھ جائزہ لے رہی  
 تھیں پھر وہ سائیکلوں کی طرف بڑھا۔



”چلو۔“ کہنے کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھولا اور وہ گاڑی سے اتر  
 آئے۔ سڑک پار کرنے کے بعد وہ فٹ پاتھ پر چلنے لگے پھر ایک گلی میں  
 گئے گلی عبور کرنے کے بعد وہ اس سڑک کی ایک بانگ میں داخل ہو گئے  
 تھے تیسری منزل پر پہنچ کر وہ ایک فلیٹ کے سامنے رک گئے کلائیوں نے  
 جیسے چابی نکالی اور دروازہ کھول لیا۔

ایک ایک کمر کے وہ بے آواز طریقے سے کمرے میں داخل ہوئے  
 اور دروازہ اندر سے بند کر لیا پھر وہ اس کمرے کی طرف بڑھے جسے خوابگاہ  
 کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ خوابگاہ میں مسہری پر کوئی سورا تھا کلائیوں  
 آگے بڑھا اور سونے والی کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے ہلایا دوسرے ہی لمحے  
 اسکی آنکھیں کھل گئیں۔

ایک لمحے کیلئے اسکی آنکھوں میں دہشت ابھری تھی پھر فوراً ہی کلائیوں  
 کے مسکراتے چہرے پر نظر پڑی اور اسکی نگاہوں میں شناسائی کی جھلک ابھر  
 آئی۔ کلائیوں نے اس کے منہ پر سے ہاتھ ہٹا لیا۔  
 ”اس وقت کیسے آنا ہوا۔؟“ اس نے کلائیوں سے پوچھا۔ پار کر اور  
 جیری پر اس نے اچلتی سی نگاہ ڈالی تھی۔

”باس کا حکم۔“ وہ غراہٹ بھرے لہجے میں بولا۔  
 ”اوہ۔“ وہ پیادہ اپنے اوپر سے ہٹا کر اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی

بولی۔  
 ”نہیں اٹھنے کی مزدورت نہیں ہے۔“ کلائیوں نے کہا۔ ”باس کا جو حکم ہے اسکا



تعمیل تم بستر پر لیٹے لیٹے ہی کر سکتی ہو روزی۔  
 کیا مطلب۔؟ روزی کے لہجے میں حیرت تھی۔  
 ”یہ دونوں۔“ کلامیو نے پارکر اور جیری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے  
 کہا۔ ”باس کے مکم پر تمہارے صبح تک کے مہمان ہیں۔“  
 ”لگ... لگا... روزی کے چہرے پر حیرت تھی۔“  
 ”اے اور کسی شکایت کی صورت نہیں تم جانتی ہو کہ باس کیا سزا دیتا  
 ہے۔؟ کلامیو غرایا اور روزی کانپ کر رہ گئی۔  
 ”مگر... میرے ساتھ یہ سلوک کیوں۔؟ روزی نے کپکپاتے لہجے  
 میں کہا۔

”باس ہی بتا سکتا ہے۔“ کلامیو نے لا پرواہی سے کہا۔  
 ”تم... تم... مم... مذاق تو نہیں کر رہے۔؟ روزی ہکلائی۔  
 ”نہیں۔“ کلامیو نے غرا کر کہا۔ ”ویسے یہ ممکن ہے کہ اس کام کے بعد  
 تمہیں ترقی دیکر اوپر کہیں بھجوا دیا جائے۔“  
 ”اوہ؟ روزی کے منہ سے نکلا وہ کلامیو کا طنز نہیں سمجھ سکی تھی اس  
 کے ذہن میں تو باس کا حکم چکارا ہوا تھا اب سے پہلے وہ درجنوں افراد کو مہمان بنا  
 چکی تھی یا انکی مہمان بن چکی تھی مگر وہ سب اہم اور اونچے عہدے دار یا کوئی  
 اہم سائنسدان، سیاستدان یا سرمائے دار ہوتے تھے مگر یہ اسکے اپنے گروہ  
 کے آدمی تھے اور باس نے آج سے پہلے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اپنے ہی  
 ساتھیوں کو خوش کرے۔“

اتنا۔ سنا آتے پہلے کبھی نہیں سمجھا گیا تھا تو پھر، آج کیا بات تھی اسکا  
 ذہن بڑی تیزی سے یہی سوچ رہا تھا۔

کیا سوچ رہی ہو۔ کلائیو غرایا۔

”کچھ نہیں، روزی نے چونک کر کہا اور ستر سے اتر گئی۔

کہاں نکلیں۔ کلائیو نے پوچھا۔

”کچھ کھانے پینے کے لئے آؤں، روزی نے کہا اور آگے بڑھتی چلی

گئی اسکے جانے کے بعد کلائیو جیری اور پارکر کی طرف مڑا۔

”بہت ہوشیاری سے کام کرنا ہے، کلائیو نے کہا۔ ذرا ابھی آواز نہیں

نکلے اور نہ ہی آتے شبہ کرنے پائے گا۔ زندگی ختم کی جانوالی ہے۔“

”رائٹ باس۔ جبرناتے کہا۔

”اگر اُسے ذرا سا بھی شبہ ہو گیا تو وہ چیخ چیخ کر ساری ملبہ بگ کو جمع

کر لے گی۔ کلائیو غرایا۔ اور ہمارے لئے مصیبت آئے گی۔“

”ایسا نہیں ہو گا باس۔ پارکر نے کہا۔ ممبک اسی لمحے روزی کمرے میں

آگئی اس کے ہاتھوں پر ایک بڑے تھقی جس میں بوتل اور گلاس رکھے ہوئے تھے

کھانے پینے کی کچھ چیزیں کبھی کبھیں اسے سینئر ٹیبل کھینچ کر قریب کر دی اور

بڑے اس پر رکھ دی اور خورد کلائیو کے قریب بیٹھ کر شراب گلاسوں میں

ڈالنے لگی۔

”میں دوسرے کمرے میں ہوں! کچھ دیر بعد کلائیو نے اٹھتے ہوئے

کہا۔ اور پارکر اور جیرن کو آنکھ سے اشارہ کرتا ہوا کمرے سے نکل آیا۔

” بیٹھ جاؤ پار کر۔ اس نے عقیب میں روزی کی آواز سنی اور وہ دروازہ بند کر کے دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ اب وہ پورے فلیٹ کی تلاشی لے رہا تھا کبھی کبھی اسے روزی کی دبی دبی چیخیں بھی سنائی دے جاتی تھیں۔ دو گھنٹے میں اس نے پورے فلیٹ کو کھنگال کر رکھ دیا تھا اور بتنی بھی قیمتی چیزیں نظر آتی تھیں وہ اس نے ایک جگہ جمع کر لی تھیں کچھ کاغذات اور ایک ٹرافٹ میٹر بھی اس نے کمرے سے نکال کر اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ پھر وہ اس کمرے میں پہونچا جہاں وہ تینوں موجود تھے روزی کا حال بہت برا تھا۔

وہ ٹنڈال تھی اسکے چہرے اور جسم پر خراشیں ہی خراشیں تھیں اور منہ سے خون نکل رہا تھا کلا میو کو دیکھ کر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

” یہ..... وحشی.... وہ کراہتے ہوئے بولی۔ ”باس نے مجھے ان کے

حوالے کر کے کس بریم کی سزا دی ہے کلا میو۔“

” میں بھی مرنے کا غلام ہوں روزی۔“ کلا میو نے سر دھجے میں کہا۔

” کیا تم بھی۔“ روزی نے پوچھا۔

” تم لوگ باہر جاؤ اور برتن بکشی لے جاؤ انہیں دھونے اور خشک کرنے کے بعد ریک میں لگا دو اور... وہ کچھ کہتے کہتے رکھا۔“

” اور کیا باس۔“ پار کرنے پوچھا۔

” انہیں رہنے دو۔“ کلا میو نے کہا اور بولا۔ ”باہر کچھ سامان ہے اسے بیک کرو۔ اسے ہم ساتھ لے جائیں گے۔ جاؤ۔“



۔ رات باس۔ انہوں نے کہا اور وہ کمرے سے نکل گئے۔

۔ کیا سامان۔؟ روزی نے جلدی سے پوچھا۔

۔ سامان۔؟ کلائیوں نے دوہرایا اور اٹھ مار کر وہ ٹرے کو دھچک دی اور  
جس میں شراب کی بوتلیں اور دیگر لوازمات تھے۔

۔ یہ... یہ کیا... روزی سہم کر بولی۔

۔ لیٹ جاؤ۔ کلائیو کا لہجہ بدلا ہوا تھا وہ چونک چڑی پھر اس نے کلائیو  
کی آنکھوں میں دیکھا اور خوف کی ایک لہر اس کے جسم میں سرایت کرتی چلی گئی اسے  
وہ سب کچھ نظر آگیا تھا جو وہ جانتا چاہتی تھی۔

۔ نہیں۔ نہیں۔ روزی کے منہ سے نکلا پھر وہ جینا ہی چاہتی تھی کہ  
کلائیو کا ہاتھ تیزی سے اس کی گردن پر پڑا اور وہ آواز نکالنے بغیر بستر پر لڑھکی  
گئی اس کا منہ کھلا ہوا تھا اور گردن ایک طرف کو مڑ گئی تھی۔ گردن کی ہڈی ٹوٹ  
جانے کے بعد روزی کراہ بھی نہیں سکی تھی۔

کلائیو نے روزی کی گردن پکڑ کر دو تین بار دائیں بائیں موڑ دی ہر بار  
مٹہ پاں ٹھٹھے کی آواز سنائی دی تھی پھر اس نے روزی کا ایک اٹھ بچڑا اور  
دوسرے ہلکے دال چٹ کی آواز ہوئی اور روزی کے اٹھ کی ہڈی ٹوٹا  
گئی۔ ابتر سے اٹھ کر وہ چند لمحے روزی کی لاش دیکھتا رہا پھر مڑا اور کمرے  
سے نکل آیا یہاں اس کے دونوں ساتھی سامان پیک کمرے میں تھے۔

۔ جلدی کرو۔ وہ غرایا تھا۔

۔ ہو گیا کام۔ پار کرنے کہا اور پیک شدہ سامان کا ایک پیکٹ پار کر

اور دو سراجیری نے اٹھالیا اور وہ دروازے کی طرف بڑھے۔ پہلے کلامیوں نے دروازہ کھول کر اہاری میں جھانکا تھا پھر وہ دونوں بھی باہر نکل آئے تھے۔ کلامیوں نے دروازہ مقفل کئے بغیر ہی چھوڑ دیا اور وہ زینے طے کرنے لگے۔ دس منٹ بعد وہ اپنی گاڑی میں تھے۔ اس بار اسٹیزنگ کلامیوں کے ہاتھ میں تھا۔

چلیں باس۔ پارک کرنے کلامیوں کو خاموش بیٹھے دیکھ کر کہا۔  
 دس منٹ بعد چلیں گے۔ کلامیوں سٹ واق پر نگاہ ڈال کر بولا۔  
 صرف دس منٹ بعد گشتی پولیس کی گاڑی ادھر سے گزرنے والی ہے۔  
 اوہ۔ ان کے منہ سے نکلا اور وہ لڑک کی طرف دیکھنے لگے۔ دو  
 منٹ بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ سرک کے دائیں طرف سے کسی گاڑی کی  
 ہیڈ لائٹ چمک اٹھی اور وہ تینوں چونک پڑے۔ ہیڈ لائٹ سے اوپر سرخ  
 روشنی تباہ بچھ رہی تھی۔

سیٹ پر لیٹ جاؤ۔ کلامیوں غرایا اور وہ خود بھی سیٹ پر دراز ہو گیا  
 چند منٹ بعد ہی پولیس کی گشتی گاڑی پارکنگ لاٹ کے سامنے سے گزری  
 تھی اسکی سرخ لائٹ کاروشنی ایک لمحے کے لئے پارکنگ لاٹ میں کھڑی ہوئی  
 گاڑیوں پر پڑی تھی اور اگر وہ لیٹ نہ گئے ہوتے تو باسانی دیکھ لئے جلتے۔  
 پھر دس منٹ بعد وہ وہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ کلامیوں اسی جگہ اتر  
 گیا جہاں سے وہ گاڑی میں بیٹھا تھا اسکے اترنے ہی گاڑی نا آگے بڑھ گئی تھی  
 وہ اپنے فلیٹ کی طرف بڑھنے لگا پانچ منٹ بعد وہ فون پر اپنے باس کو

رپورٹ دے رہا تھا۔

۔ یس باس ایسا میں نے اس لئے کیا ہے کہ تحقیقات کرنے والے اُسے  
بہنی جنونیوں کی کارروائی سمجھیں اور اصل بات کی طرف انکا خیال نہ جاسا  
۔ گڈ۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔ فلیٹ کی تلاشی لے لی تھی۔ ہا

۔ یس باس اور ہر چیز وہاں سے ہٹا دی ہے۔

۔ تمہیں اطمینان ہے کہ اب کوئی چیز وہاں نہیں رہی۔

۔ یس باس۔ کلائیوں نے کہا۔ کاغذات اور ٹرانسمیٹر میں لے آئے  
اور ساتھ ہی ساری قیمتی چیزیں میں نے ہیلپوں کے پارک میں پھنکوائے گا  
وے دیے۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا باس۔

۔ گڈ۔ مجھے تم سے اسی ذرا نت کی توقع تھی کلائیو۔ دوسری جانب سے کہا گیا  
۔ تحقیق یو باس۔ کلائیو نے کہا تھا۔

۔ آرام کرو۔ دوسری جانب سے کہا گیا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

دلِ ناداں تجھے بتوا کیا ہے

میرِی محبوبہ کا پتا بتا کیلئے :

عمران لہک لہک کر غالب کے اشعار پر اپنی تک بند سی سنار اٹھا  
دوسرے الفاظ میں وہ غالب کے اشعار کی مٹی پیدا کر رہا تھا اسکے سامنے ایک



پوری ٹیم بیٹھی ہوئی نفی اور سوائے تنویر کے وہ سب ہی عمران کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے کہ شعر پڑھتے پڑھتے عمران چونکا اور خاموش ہو گیا پھر وہ معنی خیز لگا ہوں سے انہیں گسوٹے لگا۔

”کیا بات ہے۔؟ جولیا نے پوچھا: تم خاموش کیوں ہو گئے۔؟“  
 مجھے بولنے لگی ہے جولیا۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔  
 کیسی ہو۔؟ جولیا نے ناک سٹڑکتے ہوئے کہا: مجھے تو بوجھ نہیں آ رہی۔  
 خط سڑکی پر جولیا خط سڑکی پر۔ عمران نے کہا۔ اور یہ بوجھ صرف اور صرف مجھے ہی آ سکتی ہے کسی اور کو نہیں۔

”کیا مطلب۔؟“ جولیا نے چونک کر پوچھا: کیسا خطرہ؟  
 ”تم لوگ جو سب کے سب ماسوائے تمہارے چوہے کے یہاں موجود ہو تو ضرور کوئی بات ہے جولیا۔“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔  
 ”کیا بات ہو سکتی ہے۔؟“ جولیا نے پوچھا۔

”یہی میں جانتا چاہتا ہوں۔“ عمران نے کہا: ”تم سب کے سب ایک دم سے پورے کے پورے یہاں کیوں موجود ہو۔؟“  
 ”تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ ہم ٹکڑوں میں آتے۔“ خاور نے کہا۔  
 ”یعنی میری ٹانگیں آجائیں۔ جولیا کا سراور تنویر کا دھڑ۔“  
 ”مجھے تو معاف ہی رکھو۔ تنویر منہ بنا کر بولا۔

”جادو معاف کیا۔“ عمران نے قراخدا لی سے کہا۔ انداز اب اسے تھا جیسے کسی نقیر کو جھڑکا ہو۔ تنویر اکیلا بیٹھ گیا۔

"کیا کہا ہے پھر کہنا۔ وہ آستین چڑھاتا ہوا بولا۔  
 "تویر۔ جولیانے تویر کو گھورتے ہوئے کہا: "کیا کہا تھا تم سے۔"  
 "تو اسے کبھی قابو میں رکھو! تویر بیٹھتا ہوا بولا۔  
 "اں تو عمران بتاؤ تمہیں خطرہ کیا ہے۔"  
 "تم سب جو... عمران نے کہنا چاہا مگر تویر نے بات کاٹ دی اور بولا  
 "یہ سب تم سے ڈنر کھانے آئے ہیں۔"  
 "سکن کیا... بمثل... مطلب۔ عمران اچھل کر بولا۔  
 "تم ڈنر کا مطلب نہیں جانتے۔ تویر کیا سامنہ بنا کر بولا۔  
 "جج جانتا ہوں مگر مجھ سے ڈنر کھانے کا کیا مطلب ہوا۔ عمران پلکیں  
 پٹپٹاتے ہوئے بولا: "کیا میں نے ڈنر اوس کھول رکھا ہے۔"  
 "سن لیا۔ تویر غرایا۔ اسی برتے پر سب کو یہاں لائی تھیں۔  
 "تم سے کس نے کہا ہے کہ بولو۔ جولیا غرایا: "تمہیں نہیں پتہ اگر میں  
 اپنے منہ سے عمران سے کہوں کہ ڈنر کھلا دو تو یہ انکار نہیں کریں گے۔"  
 "بہت دیکھے ہیں ایسے۔ تویر منہ بنا کر بولا: "خواہ مخواہ رعب  
 مرٹ ڈالو۔ تمہارے کہنے سے یہ انٹرکان میں ڈنر کھلاتے نہیں لیجائیں گے  
 "اور اگریے گئے تو۔ جولیا غرایا۔  
 "اور اگر انکار کر دیا تو۔ تویر کبھی غرایا: پھر تم پر کیا جرمہ کیا جائے۔  
 بولو چپ کیوں ہو کیا تم ناک فرش پر رگڑو گی۔  
 "اں رگڑو گی۔ جولیا غرایا۔

تو پھر کمر لوبات ۔ تنویر براسا منہ بنا کر بولا ۔ مجھے یقین ہے کہ ابھی سبکے سامنے  
تمہیں ناک فرش پر رگڑنی پڑے گی ۔  
ہونہہ ۔ جولیا غرائی تھی ۔

اس طرح کام نہیں چلے گا آپ بات کریں ۔ تنویر نے کہا ۔  
عمران ! جولیا نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا ۔  
”کیا تم بہ گوارہ کر لو گے کہ میں ناک فرش پر رگڑ دوں ۔“  
”ہرگز نہیں ۔“ عمران ہاتھ نچا کر بولا ۔  
”پھر ۔؟“ جولیا نے کہا ۔ ”تنویر کی بات مان رہے ہونا ۔؟“  
”ہرگز نہیں ۔“ عمران اسی طرح ہاتھ نچاتے ہوئے بولا ۔  
”کیا مطلب ؟“ جولیا چونکی : ”کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں فرش پر ناک رگڑ دوں اور  
سبکے سامنے میری بے عزتی ہو ۔ بولو ۔؟“

”نہیں میں دنیا کا تختہ الٹ پلٹ کر دوڑا مگر تمہاری بے عزتی ہرگز ہرگز  
نہیں ہونے دوں گا ۔ کبھی نہیں ہونے دوں گا ۔“ عمران پر جوش لہجے میں بولا ۔  
”تو پھر انٹرکان والی تنویر کی بات مان لو نا ۔“ جولیا نے بڑے محبت بھرے لہجے میں  
کہا اور امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی ۔

”کبھی نہیں مانوں گا ۔“ عمران نفی میں سر ہلا کر بولا ۔  
”دیکھ لیا ۔؟“ تنویر نے کہا ۔ ”چلو اب رگڑو فرش پر ناک ۔“  
”عمران !“ جولیا نے بنا ہر بھرائے ہوئے لہجے میں کہا ”کیا تم میری بے عزتی  
اور روٹی سبکے سامنے برداشت کر لو گے ۔؟“



”کتنی بار کہوں جو لیا کہ تمہاری بے عزتی میں ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔“ عمران  
 جھلاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

”پھر۔؟“ جولیانے کہا۔ ہاں کبھی نہیں بھی اسے میں کیا سمجھوں۔؟“  
 ”جو دل چاہے سمجھو۔ عمران نے کہا۔ مگر میں تنویر کی بات نہیں مانوں گا۔“  
 ”تو پھر میری بے عزتی برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔“ جولیانے غرا کر کہا۔  
 ”تمہیں ایسی امید نہیں تھی عمران۔“

”میں نے یہی کہہ دیا کہ تنویر کی بات نہیں مانوں گا۔“ عمران نے کہا۔  
 ”اے علاوہ اور کہہ بھی کیا سکتے ہو۔“ جولیارو ہالسی ہو کر بولی۔  
 ”اگر تم کہو تو میں انسٹرکان تو کیا لٹڈن میں بھی ڈنر کھلا سکتا ہوں۔“ عمران نے  
 احمقانہ انداز میں کہا اور جولیا چونک پڑی۔  
 ”سچ۔؟ وہ جلدی سے بولی۔“

”ہاں تم کہہ کر تو دیکھو جولی۔“ عمران اکڑ کر بولا۔  
 ”تو پھر کھلا دو انسٹرکان میں ڈنر اور کرو تنویر کی کچی۔“ جولیا تنویر کی طرف مڑ  
 کر اسے آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

”مزدور۔ عمران نے کہا۔ ویسے وہ دل میں سوچ رہا تھا کہ ڈنر تو میں کھلا دوں  
 گا۔ مگر بل تم ہی لوگوں کو دینا پڑے گا۔“ عمران احمقوں کا شہنشاہ ہے اس  
 الحق بنانا اتنا آسان نہیں ہے جتنا سمجھ رکھا ہے۔

”تو پھر چلیں۔؟“ جولیانے کہا۔  
 ”ہاں چلو۔“ عمران نے کہا ٹھیک اسی لمحے اسی کی نگاہ دیوار گیر سوئچ بورڈ پر

پڑی جہاں ایک بلب بار بار اسپارک کر رہا تھا اس بلب کے اسپارک کرنے کا مطلب یہ تھا کہ اس کے ایکسٹوڈرلے فون پر کسی کی کال ہے۔  
 • دیری گڈ۔ • جولیا کے منہ سے نکلا۔

”میں کپڑے بدل لوں۔“ عمران نے کہا اور جراب کا انتظار کئے بغیر کمرے سے نکل آیا ایکسٹوڈرالا فون جس کمرے میں رکھا ہوا تھا اس طرف بڑھتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ جب ایکسٹو کی ساری ٹیم یہاں موجود ہے تو پھر کال کس کی ہو سکتی ہے۔؟ کون ہے جو ایکسٹو کو کال کر رہا ہے؛ لے ویکٹر صرف سر سلطان رہ جاتے تھے یا پھر بلیک زیرو ممکن تھا کہ انہی دونوں میں سے کسی کی کال ہوتی۔

”ایکسٹو۔ ہیلو۔“ عمران نے رسیور کال سے لگانے کے بعد ایکسٹو کے مخصوص پر عرب اور بھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

• ایجنٹ تھری فائیو فور۔ • دوسری جانب سے ایک نسوانی آواز سنا دی لہجے سے خوف اور دہشت ظاہر ہو رہی تھی عمران بڑی طرح سے چونک پڑا۔  
 • جوز فائین تم ادھر یہاں۔؟ عمران نے جلدی سے کہا۔

• یس مسٹر ایکسٹو؛ دوسری طرف سے کہا گیا۔ میں بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں آپ کے ملک تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکی ہوں۔

• کوئی خاص بات؟ عمران نے پوچھا۔

• تمہارے ملک کے خلاف ایک زبردست سازش کی گئی ہے؛ دوسری جانب سے کہا گیا۔ اس سازش کے رد عمل آنیکے بعد آپ کا ملک نہ صرف کمزور ہو جائے گا بلکہ وہ غلاموں کا غلام بن کر رہ جائے گا۔

”سازش کیس ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔

”میرے پاس مکمل ثبوت موجود ہیں: دوسری جانب کہا گیا: آپ فوری طور پر میرے پاس آجائیں۔“

”تم خود چلی آؤ۔“ عمران نے کہا۔

”وہ لوگ یہاں بھی میرا تعاقب کر رہے ہیں اور صبح سے اب تک دوسری جانب میں انکے قاتلانہ حملوں سے خود کو بچا سکی ہوں۔“

”کہاں سے بول رہی ہو۔؟ عمران نے بے تابی سے پوچھا۔

”سمسٹ اسٹریٹ بوتھ نمبر ۱۴، زیب جوئیلرز کے سامنے ہے۔ دوسری جانب کہا گیا۔ میں بڑی مشکل سے یہاں تک پہنچی ہوں وہ لوگ سارے علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں اور مجھے لاش کمر ہے ہیں۔“

”انکی تعداد کتنی ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔

”شاید دس یا بارہ آدمی ہیں۔ انکے پاس گٹریاں بھی ہیں اور موٹر سائیکلیں بھی۔ دوسری جانب سے ایجنٹ تھری فائیو فور نے کہا۔

”بوتھ سی میں رکویں آ رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”میں آپکو پہچانوں گی کیسے مسٹر ایکسٹو۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔

”میں ریڈ کٹر کی اسپورٹس کار میں ہوں گا اور گرے کٹر کا سوٹ میرے جسم پر ہوگا۔ اور

اسٹریٹ سائڈ سے میرا ہاتھ کٹر کی کے باہر ہوگا۔“

”جستہ جلد ہو آجائے ایسا نہ ہو کہ وہ پہنچ جائیں۔ دوسری جانب سے ایجنٹ تھری فائیو فور کی آواز سنائی دی۔



۔ دس منٹ سے بھی پہلے آ رہا ہوں۔ عمران نے کہا: ثبوت تمہارے ساتھ ہیں یا وہ تم

نے کہیں چھپا رکھے ہیں۔؟

۔ میرے ساتھ ہیں۔ جوڑ فائین کی آواز سنا دی۔

۔ سازش ہے کیا کوئی اشارہ۔؟ عمران نے پوچھا۔

۔ آپ دیر کر رہے ہیں مسٹر اکیسٹو۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔

۔ رائٹ۔ عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا پھر اس نے وہیں کھڑے کھڑے

رسٹ واپس ٹرانسمیٹر پر جولیا سے رابطہ قائم کیا تھا۔

۔ ٹیس چیف۔ اٹ اٹ جولیا نا۔ فوراً ہی جولیا کی آواز ابھری۔

۔ کیا کر رہی ہو؟ عمران غرایا۔

۔ وہ وہ۔۔۔۔۔ چیف ہم سب عمران کے فلیٹ پر ہیں۔ جولیا کی آواز آئی۔

۔ کیوں۔؟ عمران غرایا تھا۔ کوئی خاص بات ہے۔؟

۔ وہ، عمران نے ڈنر پر مدعو کیا ہے چیف، جولیا کی آواز آئی۔

۔ ہوں۔ عمران بحیثیت اکیسٹو غرایا: ابھی تمہیں سب کو روانہ ہونا ہے۔

۔ کہاں چیف۔؟ جولیا نے پوچھا۔

۔ سمرسٹ اسٹریٹ پر زیب جو ٹلرز کے سامنے بوٹھ نمبر چودہ پر ہماری ایک ایجنٹ

دشمنوں سے چھپ کر داں پہنچی ہے۔ عمران نے کہا: اس کی حفاظت بھی کرنی ہے اور اسے

دانشمنزل بھی پہنچانا ہے۔

۔ دشمنوں کی نوعیت چیف۔۔۔۔۔ مم میرا۔۔۔ مطلب ہے کہ دشمن کیسے ہیں۔؟

۔ غیر ملکی ایجنٹوں کے سوا اور کون ہو سکتے ہیں جولیا۔ عمران غرایا: کیا

دور دراز کی طرح تمہاری عقل بھی گھاس چرنے چلی گئی ہے۔

۔ سس، سوری چیف۔ جولیا کی سنہری ہوتی آواز آئی۔

• فوراً روانہ ہو جاؤ۔ • عمران غرایا: دشمن دس بارہ کی تعداد میں ہے تم لوگوں کو

پوری طرح چوکنا رہنا ہے۔ •

”رائٹ چیف۔ • جولیا کی آواز آئی اور اس نے رابطہ منقطع کر دیا پھر بڑی تیزی

سے کمرے سے باہر آیا تھا۔ راہداری میں وہ سب دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آئے تھے

عمران راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

• ڈو... ڈو... ڈو... نہیں کھانا، • عمران نے جولیا سے کہا۔

• نہیں پھر کبھی سہی۔ • جولیا نے کہا۔

• کیوں، کیا ہوا۔ • عمران نے دیدے بچاتے ہوئے پوچھا۔

”بس ایک کام یاد آگیا ہے، ہٹو جانے دو۔ • جولیا نے کہا۔ اور وہ اسکے برابر

سے ایک ایک کر کے فلیٹ سے نکل گئے ان کے جاتے ہی عمران نے دروازہ بند کیا اور

پھر گویا وہ بجلی بن گیا تھا لمحوں ہی میں اس نے کمرے کا سوٹ پہنا اور سلیمان کو اشارہ

کرتا ہوا دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا پھر اس نے ایک الماری سے وہ ماسک میک اپ

نکال کر چہرے پر سیٹ کیا جسکے بارے میں اسکے ماتحت نہیں جانتے تھے پھر پانچ منٹ

بعد وہ قریبی گیراج سے نکالی ہوئی ریڈ اسپورٹس میں اڑا جا رہا تھا۔ یہ کار بھی اسکے

ماتحتوں کے علم میں نہیں تھی سات آٹھ منٹ بعد وہ سمرسٹ اسٹریٹ پر تھا زب

جو ٹکرز کے سامنے ہی فٹ پاتھ کے کنارے پبلک کال بوٹھ بنا ہوا تھا عمران نے گھڑی

فٹ پاتھ کے قریب کمرے کے رفتار رنگنے کی حد تک آہستہ کر لی۔ اسکی نگاہیں گرد و پیش

کا جائزہ لینے کے بعد بوٹھ پر جم گئی تھیں۔ ابھی تک اسکے ماتحت وہاں نہیں پہنچے

تھے یک بیک عمران چوکنا ہو گیا اور برابر کی سیٹ پر رکھی ہوئی اسٹین گن پر اسکی گرفت

مضبوط ہو گئی بوٹھ کا دروازہ آہستہ آہستہ کھل رہا تھا پھر ایک جھٹکے سے پورا دروازہ

کھلا اور کوئی کار کی طرف دوڑا۔ وہ ایک طرف کی تھی اور بے تحاشہ اسپورٹس کی طرف دڑ رہی



تھی۔ اس کے مجھ پر مقامی عورتوں کا سالباس تھا اور ہاتھ میں پیرس اس کے تسے سے جمبول  
 رہا تھا۔ انہوں نے رفتار بڑھا دی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ لڑکی کا رنگ یا کار لڑکی تک  
 پہنچ سکتی تھیں لڑکی کے دوسرے رخ پر کھڑی ہوئی ایک کار سے... مامی گن کا قہقہہ ابھرا  
 اور اسپورٹس کار کی طرف دوڑتی ہوئی لڑکی کسی قسٹ فضا میں اچھلی اور زمین پر گر کر دوڑ  
 تک پھسلتی چلی گئی اس کا پیرس بھی پھسلتا ہوا کار کے قریب فٹ پاتھ پر گر گیا۔ عمران نے  
 اسٹین گن کھینچی پر کبھی مگر وہ ٹرکچر نہیں دبا سکا تھا۔ کیونکہ جس گاڑی سے مامی گن  
 سے بریٹ مارا گیا تھا وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی اور عمران اگر گولی چلاتا تو وہ اس کار  
 والوں کی بجائے دوسروں کو ملتی اس نے گن پائیران میں ڈالی اور دوسری طرف کا  
 دروازہ کھول کر باہر نکلا فوراً ہی اس کی نگاہ لڑکی کے پیرس پر پڑی جو کار کے پاس  
 ہی پڑا ہوا تھا۔

اس نے ارد گرد کا جائزہ لیا لوگ لڑکی کی لاش کے گرد جمع ہو رہے تھے اس نے جھک کر  
 پیرس اٹھایا اور اسپورٹس میں آ بیٹھا کیونکہ اس نے خاور اور صدیقی کو بھڑ میں دیکھ لیا تھا  
 عمران نے اسپورٹس اسٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا تین چار فرلانگ دوڑ نکل آئیے بعد اس  
 نے اسپورٹس ایک جگہ روک دی۔ پھر انجن بند کئے بغیر اس نے پیرس اٹھا کر کھولا اس کا  
 ارادہ پیرس میں موجود چیزوں پر سرسری نگاہ ڈالنا تھا اسی لئے اس نے اسپورٹس کا نہ تو  
 انجن بند کیا تھا اور نہ ہی اسے گیر سے نکالا تھا کلچر دبا کر اس نے گاڑی نیوٹرل کر کے  
 روکی تھی پیرس کے پہلے خانے میں کرنسی تھی۔ اس نے دوسرا خانہ کھولا اس میں ایک پاسپورٹ  
 کی جھلک نظر آئی تھی جھلک اس لئے کہ اسی لمحے اس کی کینٹی سے ریوالور کی ٹھنڈی  
 نال آئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی کسی کی سرد اور سفاکی سے بھرپور آواز سنائی دی تھی۔

”پیرس بند کر کے مجھے دے دو ورنہ کھوٹری کے چپھڑے اڑا دوں گا۔“  
 ”کیا؟“ عمران کے منہ سے نکلا اور اس کا دل اچھل کر حلق میں آٹکا مارتا تھا



پر پسینہ پھوٹ نکلا تھا۔ موت اس کے کتنے قریب آ پہنچی تھی۔؟

○

جولیا والی کار میں نعمانی اور تنویر تھے جبکہ دوسری گاڑی میں غادر صدیقی اور  
چوہان تھے انہوں نے دو مختلف سمتوں سے سسرٹ اسٹریٹ پہنچنے کا فیصلہ کیا تھا  
اور اس وقت جولیا والی گاڑی سڑک پر فراسٹے بھر رہی تھی۔  
• ریلواریں ہوں تو سیٹ کے نیچے سے نکال لو۔ جولیانے پرس سے پستول نکال  
کر اسکا چیمبر جو کہ گولیوں سے بھرا ہوا تھا دیکھتے ہوئے کہا۔  
• لوڈڈ ریلواریں موجود ہیں۔ نعمانی نے جواب دیا تھا۔  
• سیٹ کے نیچے دواسٹین گن بھی ہیں خیال رکھنا۔ جولیانے پھر کہا اسٹریٹنگ  
تنویر کے ہاتھوں میں تھا اور وہ ہونٹ بھیجنے گاڑی اسٹیر کر رہا تھا۔  
• وہ اینجنٹ بڑی کون ہو سکتی ہے جولیا۔ کچھ دیر بعد نعمانی نے پوچھا۔  
• چیف کا حکم تم سب ہی نے سنا ہے۔ جولیانے کہا۔ لہذا میں بھی اس کے وجود  
سے اتنی ہی بے خبر ہوں جتنے تم سب ہو۔  
• ایسا لگ رہا ہے کہ وہ باہر کی کوئی اینجنٹ ہے۔ تنویر نے کہا۔  
• یہ بات ایک بچہ بھی سوچ سکتا ہے۔ جولیانے کہا۔ اگر وہ مقامی ہوتی تو کیا ہم اس  
کے وجود سے لاعلم رہتے۔؟  
• میرا مطلب تھا کہ اگر وہ باہر کی اینجنٹ ہے تو یہاں تک کیسے پہنچی۔؟ تنویر نے  
دوبارہ کہا اور جولیا اسے گھور کر بولی۔  
• ظاہر ہے وہ ٹانگوں سے چل کر آئی ہوگی۔  
• تنویر کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ باہر کے کسی ملک میں ایکسٹوکی نمائندگی  
کرتی ہے تو اچانک یہاں کیوں اور کیسے نمودار ہوئی ہے۔ نعمانی نے کہا۔

• اس کا جواب ایکسٹو یا وہ لڑکی ہی دے سکے گی۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔  
 • ایک سوال اور: نعمانی نے کہا۔ ہم اس لڑکی کو پہچانیں گے کیسے؟  
 • اور۔ جولیا کے منہ سے نکلا۔ اس بارے میں ایکسٹو نے نہیں بتایا۔  
 ”پھر۔“ نعمانی نے کہا۔

• ایکسٹو کو کال کر کے معلوم کر لو، تنویر نے مشورہ دیا۔  
 • نہیں، جولیا نے کہا۔ اب اتنے احمق بھی نہیں بنو کہ بات بات پر ایکسٹو  
 کی انگلی کا سہارا لینے کے محتاج بن جاؤ۔  
 • کیا مطلب۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔  
 ”بوٹھ میں سے برآمد ہونے والی لڑکی ہی وہ ایجنٹ ہوگی جسکی ہمیں حفاظت کرنی ہے  
 اور دانش منزل پہونچنا ہے۔“

• ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ بوٹھ سے نکل کر چل دی تو؟ تنویر نے پوچھا۔ یا پھر دشمن  
 اسے اڑا تب کیا ہوگا؟

• یہ اسی وقت دیکھیں گے کہ جب ایسا ہو جائے گا۔ جولیا نے کہا۔  
 • معاملہ گھمبیر لگ رہا ہے۔ نعمانی نے کہا۔  
 • نہ صرف گھمبیر بلکہ اہم بھی ورنہ ایکسٹو پوری ٹیم کو روانہ نہیں کرتا۔ جولیا نے کہا  
 اور اسی لئے میں نے دونوں سمتوں سے سمرٹ اسٹریٹ پہونچنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اگر  
 وہ اسے اغوا کر کے بھاگنا چاہیں تو ان کو روکا جاسکے۔

• اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ہم سے پہلے وہاں پہونچ جائیں گے۔ تنویر نے کہا۔  
 ”تم واقعی احمق ہو تنویر، جولیا نے کہا۔ کیا تم نے ایکسٹو کا حکم نہیں سنا تھا کہ  
 دس یا بارہ دشمن ایجنٹ کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کیا کہ دشمن  
 ایجنٹ لڑکی کے بالکل قریب موجود ہیں اور ہمیں اسے بچانا ہے۔“



”ادہ: تنویر کے منہ سے نکلا اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس کے اب تک کئے جانے والے سرائے  
 قطعی بے تکے تھے وہ جھینپ سا گیا۔“

”یقیناً وہ لڑکی کوئی اہم اطلاع لے کر آئی ہوگی۔“ جولیانے کہا۔ اور دشمن اس  
 جگہ سے اس کے تعاقب میں آ رہا ہوگا کہ جہاں سے اس نے وہ اہم اطلاع حاصل کی ہوگی اور  
 اب وہ اُسے ایکسٹونک پہنچانا چاہتی ہے۔“

”وہ اطلاع اگر اتنی ہی اہم ہے تو کیا ایکسٹونک کو ٹرانسمیٹر پر نہیں دی جاسکتی تھی؟  
 اس کا جواب وہ خود ہی دے سکتی ہے۔“ جولیانے کہا۔ البتہ میرا خیال یہ ہے کہ اس کا  
 پاس جو بھی اطلاع یا رپورٹ ہے اس کے دستاویزی ثبوت بھی ہونگے اور چونکہ دستاویزی ثبوت  
 ٹرانسمیٹر پر نہیں دیئے جاسکتے اس لئے اسے بذاتِ خود انہیں لے کر آنا پڑے اور شاید  
 اسی لئے دشمن ہماری ایکٹ کے پیچھے لگ گئے ہیں۔“

”ہونے کو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس ایکٹ نے اپنی جان بچانے کے لئے کہ  
 اہم اطلاع کا ڈھونگ رچا یا ہو۔“ تنویر نے کہا۔  
 ”ایسا بھی ہو تو سکتا ہے۔“ جولیانے کہا۔ مگر اس کی اُمید دس فیصد زیادہ نہیں رہے۔  
 پھر ایکسٹونک سے یقیناً زیادہ سمجھا رہے۔“

”میں تم سے متفق ہوں جولیا۔“ لغمان نے کہا۔ ”وہ یقیناً جو بھی رپورٹ یا اطلاع  
 لائی ہے اس کا دستاویزی ثبوت اس کے پاس ضرور ہے۔“

”لو پہنچ گئے۔“ تنویر نے کہا اور وہ چونک پڑے وہ سسرٹ اسٹریٹ پر پہنچ چکے  
 تھے اور اب اس کے سامنے اتنے پرزیر جو ٹرلز تھا جیکہ سڑک کے دوسری جانب وہ ٹیکہ  
 کاں بونڈ تھا جس میں وہ لڑکی تھی۔ اس کی انہیں حفاظت کرنا تھی۔ تنویر نے گاڑی روک دی  
 ”وہ کیا۔“ دفعتاً تنویر کے منہ سے نکلا وہ بونڈ کی جانب دیکھ رہا تھا ان کا  
 نگاہیں بھی اسی طرف گھوم گئیں۔ ایک لڑکی بونڈ سے نکل کر دوڑ رہی تھی دفعتاً فضا



میں مہمی گن کا قہقہہ ابھر اور دوڑتی ہوئی لڑکی چھلنی ہو کر گر پڑی۔

ادھر : جولیا کے گنہ سے نکلا فوراً ہی اس کا پستول پیس سے باہر نکل آیا تھا اُمی نے گن سے فائرنگ ان سے اگلی گاڑی سے کی گئی تھی وہ گاڑی انکی گاڑی سے چند سات گز کے فاصلے پر کھڑی ہوئی تھی اور فائرنگ کرتے ہی آگے بڑھ گئی تھی جولیا کا اشارہ پاتے ہی تنویر نے گاڑی اس گاڑی کے تعاقب میں ڈال دی تھی۔

اس غفلت کے لئے ایک سٹوکیا چبا جائیگا۔ جولیا غرا کر بولی۔

ہمارا کیا قصور : تنویر نے کہا : ہم تو فوراً ہی چل پڑے تھے۔

یہ جواز ایک سٹوکیے بیکار ہے : جولیا نے فکر مندی سے کہا : نگاہیں فائرنگ کرنیوالی گاڑی

کی ٹیل لائٹ پر جمی ہوئی تھیں۔

پھر تو ہمیں انکے تعاقب کے بجائے اس لڑکی کو دیکھنا چاہیے تھا : تنویر نے کہا : ممکن ہے

رپورٹ، اطلاع یا دستاویزات اسکے پاس ہی ہوں اور اب اسکے مرنے کے بعد وہ سب کچھ دشمن یا پولیس کے ہاتھ لگ جائے گا :

وہاں خاور وغیرہ پیونج چکے ہیں : جولیا نے کہا : میں نے ان دونوں کی جھلک فٹ پاتھ

پر دیکھی ہے وہ اُسے سنبھال لیں گے :

یہ جا کہاں رہے ہیں : تنویر نے فائرنگ کرنے والی گاڑی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

لبے میں جھلاہٹ بھری ہوئی تھی۔

بچتے رہو : جولیا نے کہا۔

ان کو تعاقب کا شبہ ہو سکتا ہے تنویر نے کہا۔

یہ خیال تمہیں اب آیا ہے : جولیا نے کہا : اب جبکہ وہ اب تک اس بات سے آگاہ ہو چکے ہوں

بگے کہ انکا تعاقب کیا جا رہا ہے :

تم خود اسٹیرنگ سنبھال لو : تنویر غزایا۔

• جوڑیاں دلوادیں تم کو: جولیا خونخوار لہجے میں بولی اور تنویر کا چہرہ مسخ ہو گیا جبریاں  
ریمارک لے کر اراں گزرا تھا۔ اگلی گاڑی اب ہمسایہ سڑکوں پر سے گزر رہی تھی اور جولیا سر پہ  
تھی کہ تعاقب جلدی رکھے یا آگے بڑھ کر انکو روک دے۔؟ ان کو روکنے میں یہ خطرہ تھا کہ ان کے  
پاس مامی گنیں یا مامی گن تھی جبکہ وہ صرف ریوالورڈوں سے ہی مسلح تھے۔ پھر کیا کیا جلدی  
اس نے سوچا۔

• حقیقی سیٹ کے نیچے سے دونوں اسٹین گنیں نکال لو: کچھ دیر بعد جولیا نے نعمانی سے کہا  
• تمہی گن کا جواب اسٹین گنیں ہی ہو سکتی ہیں ریوالور نہیں۔  
”میں گنیں نکال چکا ہوں لو: نعمانی نے ایک اسٹین گن جولیا کو دیے ہوئے کہا اور جولیا  
نے لوڈ اسٹین گن سنبھال لی۔  
”یہ لوگ شہر سے باہر جا رہے ہیں شاید۔“ تنویر نے اگلی گاڑی کو چور ہے عبور کر کے  
دائیں سمت مڑتے دیکھ کر کہا۔

• ہاں ایسا ہی لگ رہا ہے: جولیا نے اگلی گاڑی پر نگاہیں جمائے جوائے کہا۔  
• کہو تو آگے جا کر اسے روکنے کی کوشش کروں: تنویر نے پر جوش لہجے میں کہا  
خود بھی ایکسٹو کے خطاب سے سہا ہوا تھا اور یہی چاہتا تھا کہ جلد از جلد اگلی گاڑی والوں  
سے نمٹ لیا جائے تاکہ وہ ایکسٹو کے سامنے سر اٹھانے کے قابل تو بن سکیں۔  
• اگر موت کو گلے لگانے کا اتنا ہی شوق ہے تو بڑھاؤ گاڑی: جولیا غرا کر بولی کیا  
تمہیں نہیں یاد کہ انکے پاس مامی گن ہے۔؟

• ہمارے پاس اسٹین گنیں جو ہیں: تنویر نے کہا: کیا ہم انکے فائرنگ کرنے سے پہلے  
خود ان پر فائرنگ نہیں کر سکتے۔؟

• نہیں۔ جولیا نے نفی میں سر ہلایا۔  
• کیوں۔؟ تنویر نے پوچھا۔ نعمانی ابھی تک خاموش تھا۔



اس لئے کہ میں نہیں چاہتی کہ راہ چلتے لوگ فائرنگ کی زد میں آئیں۔" چولیا

نے کہا اور تنویر سر ہلا کر بولا۔

• تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ بھی ہم پالی لئے فائرنگ نہیں کر رہے۔؟  
 "ہاں اور اسکی ایک وجہ اور بھی ہو سکتی ہے: چولیا نے کہا: اور وہ ہے پولیس اگر وہ اس  
 وقت فائرنگ شروع کر دیں تو گشتی پولیس انکے پیچھے لگ جائے گی اور وہ بہت آسانی  
 سے گھیر کر پکڑ لے جائیں گے جبکہ شہر سے باہر اسکا امکان نہ ہونیکے برابر ہے اسلئے کہ شہر سے  
 باہر پولیس کا صرف ایک گشت ہوتا ہے۔"

• ادہ: تنویر کے منہ سے نکلا۔

• تم ان پر پوری طرح نگاہ رکھو: چولیا نے کہا: وہ جیسے ہی سمجھیں گے کہ خطرے کی زد  
 سے نکل آئے ہیں فائرنگ شروع کر دیں گے۔"

• میں ان پر پوری طرح سے نگاہ رکھے ہوئے ہوں: تنویر نے جواب دیا۔

• تم بھی چوکس رہو: چولیا نے نعمانی سے کہا۔

• میں چوکس ہی ہوں: نعمانی نے جواب دیا: بہتر ہے کہ تم بھی پیچھے ہی آ جاؤ اس  
 طرح آسانی سے فائرنگ کا جواب دیا جاسکے گا۔

• ٹھیک ہے: چولیا نے کہا اور گن سمیت سیٹ پھلانگ کر عقبی سیٹ پر پہنچ  
 گئی دونوں گاڑیاں آگے پیچھے فراٹے بھر رہی تھیں اور آہستہ آہستہ شہر آبادی پیچھے ہوتی  
 جا رہی تھی اور اب وہ جس سڑک پر دوڑ رہی تھیں اسکے دونوں سمت چھبڑی آبادی مٹی یا بنجر کا: کا زیر  
 تعمیر مکان ہے چولیا سوچ رہی تھی کہ اب وقت آ گیا ہے کہ وہ ان کی گاڑی پر فائرنگ کر ڈالیں  
 یہ سوچ چولیا کی تھی مگر.....؟

شاید اگلی گاڑی والے نیلی پٹی جانتے تھے کیونکہ جیسے ہی چولیا نے اس بارے میں سوچا  
 اگلی گاڑی سے فوراً ہی مٹی گن کا برسٹ مارا گیا تھا تنویر نے گاڑی کو لہرانی گن کا برسٹ



سے بچایا تھا۔

دوسرے ہی لمحے جولیا کی اسٹین گن گمچ ٹھی مگر اسی لمحے اگلی گاڑی سے چلائی جانے والی گولیوں سے گاڑی کو بچانے کیلئے تنویر نے گاڑی کو لہرایا تھا نتیجے کے طور پر نہ تو تمام گن گن برسٹ کا رآمد ہو سکا اور نہ ہی جولیا کی اسٹین گن کا۔ لیکن اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اگلی گاڑی والوں نے رقتار پڑھادی تھی۔

شاید وہ اسٹین گن کی رینج سے نکل جانا چاہتے تھے مگر اسٹیرنگ تنویر کے ہاتھوں میں تھا وہ ان کو کس طرح نکل جانے دیتا اس نے ایکسیلیٹر دبا نا شروع کر دیا اور اگلی گاڑی سے انکا فاصلہ لمحے بہ لمحے کم ہونے لگا۔ فائرنگ دونوں طرف سے کی جا رہی تھی مگر اب تک کسی کو بھی کامیابی نصیب نہیں ہوئی تھی۔

کاش کوئی دستی بم ہوتا۔ تنویر نے غرا کر کہا۔

کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ جولیا نے کہا: کیونکہ میں انہیں سے کم از کم ایک آدمی کو زندہ مزدور گرفتار کرنا چاہتی ہوں تاکہ اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے۔ آگے موڑ آ رہے۔ تنویر نے کہا۔ اور اس موڑ پر مرنے کے بعد ہم انکو کھو بھی سکتے ہیں کیونکہ اس طرف گنے کے کھیت ہیں۔

ادہ: جولیا کے منہ سے نکلا تھا ٹھیک اسی لمحے اگلی گاڑی کی جانب سے ایک اور

برسٹ مارا گیا اور فوراً ہی وہ چور ہے نما موڑ پر مڑ گئی دوسرے ہی لمحے وہاں ایک دھماکہ کی آواز ہوئی اور تنویر نے فل بریک لگا دیئے ایک لمحے کی خفقت ہوئی مہوتی تو انکی گاڑی بھی تباہی سے دوچار ہو جاتی۔ اگلی گاڑی موڑ عبور کرتے ہی بھوسلے جانے والے ایک ٹریک کے اگلے انجن والے حصے سے پوری رقتار سے جا ٹکرائی تھی۔

یہ دھماکہ اسی کی ٹکر کا نتیجہ تھا اور اس وقت وہاں آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے تو زیر  
نے گاڑی پیچھے کھسکانی اور وہ دونوں اتر پڑے ٹھیک اسی لمحے شعلوں میں گھری ہوئی  
گاڑی کا ایک دواڑہ ٹوٹ کر ٹرک پر گرا پھر ایک کے بعد ایک دو افراد اس میں سے کود  
کر باہر نکل آئے۔

بلند ہونے والے شعلوں نے انکے لباس کو جلانا شروع کر دیا تھا مگر وہ ایک  
دو لوہیں لگا کر اپنے کپڑوں سے آگ بجھانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

”دونوں اٹھ سرے بلند کر کے کھڑے ہو جاؤ ورنہ گولی مار دی جائے گی۔ تنویر  
انکے قریب پہنچ کر بولا تھا پھر جو کچھ ہوا اس کی توقع نہ تنویر کو تھی نہ نعمانی کو اچانک  
وہ دونوں اپنی جگہوں سے اچھلے تھے۔

پھر وہ سیدھے تنویر اور نعمانی پر آئے تھے۔ اور انکو لئے ہوئے ٹرک پر گر پڑے  
تھے پھر اس سے پہلے کہ تنویر اور نعمانی سنبھلتے وہ کھیتوں کی طرف دوڑ پڑے ٹھیک اسی  
لمحے فضا میں اسٹین گن کا قہقہہ ابھرا تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ دونوں اپنی اپنی جگہوں پر  
ساکت ہو گئے جولیا نے دوسرا برسٹ مارا اور بولی۔

”ایک قدم آگے بڑھا اور تمہارے جسم چھلنی ہوئے۔ لیکن یہ جولیا کی بھول تھی  
جو اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ وہ انکو اس دھمکی سے روک لے گی وہ بس ایک دوپل کیلئے رکے  
تھے پھر انہوں نے اچانک لمبی جتیں لگائیں اور کھیت کی منڈیر کے پاس جا کرنے  
اٹھ ہی رہے تھے کہ جولیا کی اسٹین گن نے پھر قہقہہ لگایا۔

دو چھین فضا میں لہرائیں اور وہ زمین پر گر کر تر پنے لگے۔ جولیا تنویر اور  
نعمانی تیزی سے انکی جانب دوڑے تھے۔



ان میں سے ایک ختم ہو چکا تھا جبکہ دوسرے کی ٹانگ میں گولیاں لگی تھیں اور وہ بڑی طرح تڑپ رہا تھا کراہ رہا تھا۔

اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالو۔ جولیا غرائی اور مرنے والے کے لباس کی تلاشی لینے لگی پھر جو کچھ ملا اسے سنبھالتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔  
تنویر اور نعمانی زخمی کو اٹھا کر لے جا چکے تھے جولیا بھی اسی طرف بڑھی زخمی کو پھلی سیٹ پر لٹا دیا گیا تھا۔ اور نعمانی اس کی ران پر پٹی باندھ رہا تھا تاکہ خون بند نہ ہو جائے۔

ان کی کار...! الفاظ تنویر کے منہ ہی میں رہ گئے ایک ہولناک دھماکہ ہوا تھا دوسرے ہی لمحے جلتی ہوئی کار کے پٹرول ٹینک نے پھٹ کر اس کے پرچے پڑا دیئے تھے دور تک آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور وہ ان سرخ سرخ شعلوں کی دنگ میں آگ سے بنے ہوئے آتش وجود نظر آ رہے تھے۔

ڈاکٹر  
بی ایس سی، ایم اے، ایم ایف ایس، ایم سی  
پیشہ ورانہ رجسٹرڈ ڈاکٹر  
0321-7777777

ڈاکٹر حامی

دوسرے ہی لمحے پرس عمران کے ہاتھ سے کل کر ہائیڈران پر جا گرا۔ نہ صرف پرس گرا تھا بلکہ کلچ پر پڑے ہوئے پاؤں کا دھاؤ کلچ پر کم ہو گیا تھا۔ فوراً ہی ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھی تھی اور کنٹی سے لگا ہوا ریوالور اچھل کر پھلی سیٹ پر جا گرا تھا۔ اس نے کسی کے کراہنے کی آواز واضح طور پر سنی تھی۔



وہ گاڑی دوڑاتا ہی رہا جاتا تھا کہ پرس چھیننے کی کوشش کرنے والا نہ تھا اور نہ ہی گاڑی کے بغیر لہذا ان سے الجھنے سے بہتر یہی تھا کہ وہ پرس کی حفاظت کرتا ویسے وہ کپٹی سے ریو اور لگانے والے کو یقیناً بیکار کر چکا تھا کیونکہ ایک ٹھیکے سے آگے بڑھنے کی وجہ سے ریو اور والے کا ہاتھ گاڑی کی باڈی سے ٹکرایا تھا اور اس نے ہڈی ٹوٹنے کی آواز واضح طور پر سنی تھی۔

وہ کہیں گاڑی روکے بغیر دانش منزل پہنچ گیا تھا پھر اس نے گاڑی گیراج میں بند کی اور سادہ ٹنڈر پر وف کمرے کی طرف بڑھا پھر کچھ سوچا اور سادہ ٹنڈر پر وف کمرے کے بجائے دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں سے وہ ماتحتوں سے ٹرانسمیٹر پر بات کیا کرتا تھا۔

اور ماتحت دوسرے کمرے میں اسپیکر پر اسکی آواز سنتے تھے یہاں اس وقت بلیک زیرو موجود تھا عمران کو دیکھ کر وہ چونکا تھا۔

”آپ اور اس وقت؟ اسے حیرت زدہ بھیجے میں کہا۔ اور اس میک اپ میں یقیناً کوئی خاص بات ہوگی۔“

”خاور صدیقی اور چوہان ابھی ایک عورت کی لاش لانے والے ہیں۔“ عمران بلیک زیرو کی بات سنی ان سنی کرتا ہوا بولا۔ انھیں لاش مردہ خانے میں چھوڑنے کے لئے کہہ دینا اور تینوں کو گیسٹ روم میں روک دینا۔“

”رائیٹ۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ مگر ہوا کیا ہے اور وہ لاش کس کی ہے؟

”ایجنٹ تھری فائیو فور جو توفائن کی۔“ عمران نے بتایا۔

”وہ یہاں کہاں؟“ بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔ اسے تو امریکہ میں ہوتا چاہیے تھا۔“

”وہ کوئی خاص اطلاع لے کر آئی تھی کالے صقر۔“ عمران نے گمبھیر لہجے میں کہا۔ اور ہر  
سے مدد چاہی تھی مگر میرے پہنچنے کے باوجود دشمن اسے مارنے میں کامیاب ہو گیا۔ خاد  
صدیقی اور چوہان اسی کی لاش لانے والے ہیں۔“

”یہ پرس اسی کا ہے۔“ بلیک زیرو نے عمران کے ہاتھ میں موجود پرس کی جانب  
اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں اتنے تم مانتوں سے تم میں پرس کو چیک کر لوں۔“

”ٹھیک ہے۔“ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”مکن ہے جو بیانتویس یا نعمانی کی کال آئے۔“ عمران نے کہا۔ میں نے ان کو اسوا  
گاڑی کے تعاقب میں جاتے دیکھا ہے جس سے ٹامی گن کا برسٹ مار کر جوزفائین کو  
قتل کیا گیا ہے۔“

”پھر تو یقیناً وہ کچھ کر کے ہی لوٹیں گے۔“ بلیک زیرو نے کہا ٹھیک اسی لمحے اس کے نا  
روشن ہو گیا اور انہوں نے ایک گاڑی دانش منزل میں داخل ہوتے دیکھی یہ خاد  
صدیقی اور چوہان والی گاڑی تھی گاڑی اندر پورچ میں رک گئی اور وہ تینوں اہم  
عقبتی سیٹ سے کسی کو اٹھا کر باہر نکالنے لگے وہ یقیناً کوئی عورت تھی۔

”سنبھالو انہیں۔“ عمران نے کہا اور اس کمرے سے نکل کر اس سے ملحقہ دوسرے

کمرے میں چلا آیا صوفے پر بیٹھ کر اس نے پرس کی ساری چیزیں میز پر پھیلا دیں  
سب سے پہلے اس نے پاسپورٹ اٹھا کر کھولا۔ پاسپورٹ امریکہ کا تھا اور اس پر  
شکاگو سے اس کے ملک کے لئے ویزا جاری کیا گیا تھا۔ مقامی ایگریگیشن والوں کی مہر  
کے مطابق جوزفائین آج ہی یہاں پہنچی تھی۔



عمران نے پرس سے نکلنے والے سیل بند نفاذ کو ایک نظر دیکھا پھر اسے کھول ڈالا۔ یہ نفاذ اوپر سے کاغذ کا تھا جبکہ اندر سے وہ جالی والے کپڑے کا تھا ایسے نفاذ ڈاکخانے میں سمجھ کر آتے تھے استعمال ہوتے ہیں عمران نے نفاذ کھولا اور اس میں موجود کاغذات باہر نکال لے کر صرف چھ کاغذ تھے فل اسکیپ کے چھ ٹاپ شدہ کاغذ۔

ان کاغذات پر ایک ایسے ملک کی مہر لگی ہوئی تھیں جو مسلمانوں کا دشمن نمبر ایک تھا عمران کاغذات پڑھنے لگا۔ جوں جوں وہ کاغذات پڑھ رہا تھا اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا وہ کاغذات نہیں اس کے لئے ایٹم بم کا دھماکہ تھے ان کاغذات میں ایک سازش کو نشاندہی کی گئی تھی ایک پولناک سازش۔

اور یہ سازش عمران کے ملک کے خلاف کی جا رہی تھی یہ کاغذات مکمل نہیں تھے بلکہ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اصل کاغذات کے قائل سے اڑانے والے کو صرف یہی چھ کاغذ اڑانے کا موقع مل سکا تھا اور وہ کاغذات اسکی ایجنٹ جوزف فائین کے ہاتھ لگ گئے تھے اور وہ انھیں عمران تک پہنچانے کے لئے اس کے ملک دوڑ پڑی تھی۔

وہ یہاں پہنچے ضرور گئی تھی مگر یہاں پہنچنے کے بعد وہ محفوظ نہیں رہ سکی اور دشمن اسے مارنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اگر جوزف فائین بوتھ سے نکل کر اسکی گاڑی کی طرف نہ دوڑ پڑتی تو یقیناً محفوظ رہ سکتی تھی مگر اسکی موت نے مہلت نہیں دی اور اسے بوتھ سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔

اس سے یہ بات بھی سامنے آجاتی تھی کہ دشمن کو یہ علم نہیں تھا کہ جوزف فائین کہاں چھپی ہوئے ہے ان کو صرف اتنا شک تھا کہ وہ اسی علاقے میں کہیں ہے مگر کہاں ہے۔ اس بارے میں آخر وقت تک وہ لاعلم ہی رہے تھے۔



اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ لوگ جوزفائین کا خاتمہ کر چاچکے ہوتے جن لوگوں نے اس پر فائرننگ کی تھی اسکے علاوہ بھی اور لوگ وہاں جوزفائین کو ناک میں موجود تھے اور انہی میں سے کسی نے اس سے پرس پھیننے کی کوشش کی تھی اور وہ اپنی دماغی کے سبب پرس بچا لیا تھا۔

وہ چاہتا تو رک کر ان لوگوں سے نمٹنے کی کوشش کر سکتا تھا مگر ان سے نمٹنے کے بجائے اس نے پرس کی حفاظت ضروری خیال کی تھی اس وقت وہ اسے اس لئے اہم لگاتا تھا کہ اس کا خاطر اکیٹو کی ایجنٹ جوزفائین ہزاروں میل سے چل کر وہاں آتی تھی اور اپنی جان پر کھیل گئی تھی تاکہ جو اطلاع وہ لاتی ہے وہ اکیٹو تک پہنچ جاتے۔

دوسرے اس نے اس لئے بھی ان لوگوں سے الجھنے کی کوشش نہیں کی کہ اکیٹو کے ماتحت وہاں پہنچ چکے تھے اور وہ ان سے نمٹ سکتے تھے اور اس کا پرس کے بارے میں خیال صحیح نکلتا تھا اسکے ملک کے بارے میں ہونے والی سازش بہت گہری تھی اور ایک سپر طاقت کے منہ ساز بھی اس میں ملوث تھے گوکہ کاغذات پورے نہیں تھے مگر جتنے بھی تھے وہی سازش کے بارے میں بتانے کے لئے کافی تھے اور وہ بہت کچھ سمجھ رہا تھا۔

یہ سازش امریکا اور اس کے ایک لے یا لک ملک میں تیار ہوتی تھی اور اس سازش کا مرکز امریکہ تھا۔ ابھی وہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس سازش میں امریکہ کس حد تک ملوث ہے مگر اس کا خیال یہی تھا اور کاغذات بھی یہی بتا رہے تھے کہ امریکی بھی اس سازش میں ملوث ہو سکتے ہیں۔

اور اب کاغذات پڑھ لینے کے بعد وہ سوچ رہا تھا کہ کیا وہ فوری طور پر امریکا کے لئے رخصت سفر بعد اکیٹو کے ماتحتوں کے باندھ لے۔؟

یابھر اس وقت کا انتظار کرے کہ جب سازش رو بہ عمل لانے والے اسے ملک سے متعلق حق پر عمل نہ شروع کر دیں۔ وہ سوچتا رہا اور ٹہلتا رہا ذہن پر اچانک پڑنے والے دباؤ نے اس کا دوران خون بڑھا دیا تھا اور اسی لئے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ چند منٹ بعد وہ کمرے سے نکلا اور اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں بلیک زیرو موجود تھا۔

”خیریت۔“ بلیک زیرو نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔ یہ ایک دم سے ٹھائیں۔ ٹھوٹیں کیوں ہونے لگیں جناب عالی۔“

”کوئی رپورٹ۔“ عمران نے سنجیدگی سے پوچھا بلیک زیرو کا جملہ اس نے نظر انداز کر دیا تھا جس پر بلیک زیرو نے بڑی حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

”جو بیا کی کال آتی ہے وہ بھی ایک زخمی کو لے کر پہنچ رہی ہے۔“  
اس نے تفصیلی رپورٹ نہیں دی۔“

”جی نہیں۔“ بلیک زیرو نے نفی میں سر ہلایا۔ اور میں نے بھی اس لئے تفصیلات نہیں پوچھیں کہ جب وہ دانش منزل آ رہی ہے تو تفصیلات یہاں معلوم کر لوں گا۔“

”ٹھیک ہے۔“ عمران نے سر ہلایا ٹھیک اسی لمحے داخلی فون کی گھنٹی بجی اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا چند لمحے سنار ہا پھر ٹھیک ہے“ کہہ کر رسیور کو یڈل پر ڈال دیا اور عمران کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔

”جو بیا ایک زخمی کو لے کر پہنچ گئی ہے۔“

”اسکے زخم کیسے ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”ران میں گولیاں لگی ہیں۔“ بلیک زیرو نے بتایا۔ جو بیا کے کہنے کے مطابق اسکا

ساتھ مارا جا چکا ہے۔“

”اسے کس کمرے میں بھیجا ہے۔؟“ عمران نے پوچھا۔

”فی الحال ڈاکٹر اسے دیکھ رہے ہیں کیونکہ وہ زخمی ہے۔“

”جیسے ہی اسے ہوش آئے ساؤنڈ پر وف کمرے میں لاش کے ساتھ اسے الیکٹرک

چمیر پر پہنچا دینا۔“ عمران نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آخر بات کیا ہے۔“ بلیک زیرو نے پھر کہا۔ آپ اس وقت ہیں بھی خصوصی میکان

میں کوئی بہت اہم معاملہ ہے کیا۔؟

”ہاں۔“ عمران نے کہا۔ جوڑ فائین اسی لئے ماری گئی ہے کہ وہ ہمارے ملک کے خلاف

ہونے والی ایک ہولناک سازش کی خبر لے کر آتی تھی۔“

”کیسی سازش۔؟“ بلیک زیرو نے حیرت سے پوچھا۔

”وہ جس پر کامیابی سے عمل ہو گیا تو ہمارا ملک غلاموں کا غلام بن جائے گا اور

نہ صرف ہمارا ملک بلکہ ہر اسلامی ملک کا یہی حشر ہوگا۔“

”سازش کیا ہے۔؟“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”فی الحال اطلاع ادھوری ہے۔“

”جوڑ فائین کیسے ماری گئی۔؟“

”وہ اکیسٹو سے ملنے آرہی تھی۔“ عمران نے کہا اور جوڑ فائین کی فون کالے

ایٹیک کے سارے واقعات دوہرایا چلا گیا صرف پرس سے ملنے والے کاغذات کے بارے

میں اس نے بلیک زیرو کو کوئی تفصیل نہیں بتلائی تھی۔

”وہ کاغذات کیسے ہیں۔“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”سازش سے متعلق ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔ اور ادھوری ہے اس لئے ان کا



بارے میں بتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

”آخر سازش ہے کیا۔“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہمارے ملک کو تباہ و برباد کرنے کے غلام بنانے کی سازش۔“ عمران نے کہا اور بلیک

زیرو نے پھر کوئی سوال اس بارے میں نہیں کیا وہ سمجھ گیا کہ عمران کا غدارانہ کھیل ہے۔  
چاہتا اور جب وہ کچھ بتانا چاہے تو اس سے کچھ پوچھنا ناممکن ہوتا تھا۔  
بول پڑی اور بلیک زیرو نے ریسور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”ٹھیک ہے اسے بھی ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچا دو۔ ہاں... ہاں... نہیں اسے

الیکٹرک چیر برے ہونا چاہیے۔“ ہاں ٹھیک۔“ بلیک زیرو نے کہا اور ریسور کر میڈل پر  
رکھا ہوا بولا۔ اسے ہوش آ گیا ہے۔“

”آؤ چلو۔“ عمران نے کہا پھر رکتے ہوئے بولا۔ جو یسا وغیرہ کہاں ہیں۔“

”گیسٹ روم میں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ آپ ہی نے تو کہا تھا کہ....“

”ٹھیک ہے آؤ۔“ عمران نے کہا اور مددگار کے کی طرف بڑھ گیا چند منٹ بعد وہ

ساؤنڈ پروف کمرے میں تھے یہاں جوڑنا تین کی لاش کے برابر ہی ایک آدمی الیکٹرک چیر برے  
جکڑا ہوا موجود تھا اس پر نگاہ پڑتے ہی عمران کے لبوں پر بڑی خوشخوار مسکراہٹ  
ابھری تھی وہ اس کی طرف بڑھتا تھا۔

”کون ہوں تم لوگ اور مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔“ وہ عمران کو دیکھتے ہی بولا

”میں غراہٹ بھی تھی اور حراس بھی۔“

”اس لاش کو دیکھو اور بتاؤ کیا پہلے کبھی اسے دیکھا ہے۔“ عمران الیکٹرک

چیر برے پر بندھے ہوئے آدمی کو گھورتے ہوئے بولا۔



مجھے کون روکے گا۔ ۛ عمران نے ہونٹ پیچ کر کہا۔  
 ”قانون۔۔ وہ جلدی سے بولا لہجے میں خوف کا عنصر تھا۔  
 ”تم قانون کی بات کرتے ہوئے اچھے نہیں لگ رہے۔“  
 ”مجھے چھوڑ دو۔“ وہ سہم کر بولا۔

جوزفائین کو تم لوگوں نے کس کے اشارے پر قتل کیا ہے۔ ۛ عمران اس کو  
 بات سنی ان سنی کر کے سرد لہجے میں بولا۔  
 ”کون جوزفائین۔ ۛ وہ جلدی سے بولا لیکن اس کا لہجہ حیلی کھا رہا تھا۔ صاف  
 ظاہر تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

”تمہاری اماں جان کا نام ہے۔“ عمران غرایا اور اسکے ساتھ ہی عمران کا ہاتھ  
 اسکے منہ پر پڑا تھا اسکے منہ سے کراہ نکل گئی۔

”یہ... خلاف قانون ہے۔“ وہ منہ سے خون تھوکتا ہوا بولا۔

”قانون۔“ عمران کا اٹھا ہاتھ اسکے منہ پر پڑا تھا۔ قانون کا مذاق اڑاتے

ہو اور مجھے قانون پٹھانے چلے ہو کیوں۔ ۛ

”میں قسم کھاتا ہوں کہ اسے نہیں جانتا۔“ وہ ہنسنے لگا بول سکا تھا کیونکہ اس

بار منہ پر پڑنے والی ضرب نے اس کا گال پھاڑ دیا تھا اور کتنا دانت انہی جگہ چھوڑ  
 گئے تھے اور خون بہہ نکلا تھا۔

”تم اپنا نام بتاؤ۔“ عمران غرایا۔

”مارلیو... مارلیونکسن۔“ وہ کراہ کر بولا۔

”گڈ۔“ عمران نے کہا۔ اب بتاؤ اسے قتل کا حکم کس نے دیا تھا۔ ۛ



”گگ... کسی نے بھی نہیں۔“ وہ ہکلیا۔

”بہت اچھا ماریونکسن۔“ عمران نے کہا پھر کمرے کے ایک گوشے کی طرف بڑھا اور وہاں رکھا ہوا ورزش کرنے والا مگدر اٹھایا اور ماریو کی طرف پلٹ آیا پھر اس نے وہ مگدر اوپر اٹھایا ہی تھا کہ ماریو بول پڑا۔

”گگ... کیا کرنا چاہتے ہو۔“ لہجے میں خوف ہی خوف تھا۔

”کچھ نہیں۔“ عمران نے کہا۔ صرف اس مگدر کو تمہاری زخمی ٹانگ پر رکھنا

چاہتا ہوں تاکہ تمہاری قوت پر داشت دیکھ سکوں۔“

”نہیں۔ نہیں۔“ ماریو دہشت زدہ لہجے میں بولا۔ تم ایسا نہیں کر سکتے

مستر عمران میں جانتا ہوں کہ تم ایسا نہیں کر سکتے۔“

”کیوں نہیں کر سکتا۔“ عمران نے کہا۔ کیا تم میرے ماموں کے بیٹے کے پوتے

کے دادا کے گھڑنوا سے لگتے ہو۔“

”نہیں۔“ ماریو ہکلا کر بولا اور پھر اس کے منہ سے زبردست چیخ نکل گئی کیونکہ

اچانک ہی عمران نے مگدر اس کی زخمی ٹانگ پر بڑی بے دردی سے رکھ دیا تھا ماریو

کی چیخیں کمرے میں جھنکار پیدا کر رہی تھیں۔

”کیا خیال ہے۔“ عمران نے پوچھا۔ ایک اور رکھ دوں۔“

”بتانا ہوں بتاتا ہوں۔“ ماریو کراہ کر بولا تکلیف کی شدت سے اس کو

آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

”شروع ہو جاؤ۔“ عمران غرایا۔

”حقیقتاً ہم اسے نہیں جانتے مسٹر عمران۔“ ماریو نے کہا۔

بگڑا۔ عمران کے منہ سے نکلا۔ کم از کم تم نے مجھے جاننے کا اصرار تو کیا۔  
 ہمیں اگر علم ہوتا کہ یہ آپ کا معاند ہے تو ہم کبھی اس میں ہاتھ نہیں ڈالتے۔  
 ماریو نے کہا۔ ہم آپ کے سلسلے میں لاعلم تھے۔

اگے بولو۔ عمران نے کہا۔ کس کے لئے کام کر رہے ہو۔  
 جیرال کرافورڈ کے لئے۔ ماریو نمکن نے کہا۔  
 کون ہے یہ؟ عمران نے پوچھا۔ یہ اسکے لئے نیا نام تھا۔  
 ہمارا یاس۔ ماریو نے کہا۔

میں نے پوچھا ہے کہ کون ہے یہ اور کہاں مل سکے گا۔  
 نوٹرے ڈیم کلیک کا مالک۔ ماریو نے کہا۔  
 ہم اسکے ملازم ہو۔ عمران غرایا۔

ہاں اور اسی نے ہمیں اس لڑکی کی تصویریں دکھائی تھیں اور کہا تھا کہ یہ  
 آج صبح امریکہ سے یہاں پہنچے گی۔ ماریو نے کہا۔ ہمیں اسے پکڑ کر کلیک پہنچانا  
 تھا اور نا کامی کی صورت میں مار ڈالنا تھا۔

جن لوگوں نے اس پر گولی چلاتی تھی وہ کون ہیں۔ عمران غرایا۔ کیا

وہ بھی تمہارے ہی ساتھی ہیں۔

یقیناً۔ ماریو نے کہا۔ یاس نے چودہ پندرہ آدمی اسکی تلاش میں لگاتے

تھے ٹامی گن چلانے والے انہی میں سے تھے۔

یہ لڑکی تمہیں ایئر پورٹ پر ملی تھی۔

ہاں مگر ہم اسکا وہاں کچھ نہیں بگاڑ سکے تھے۔ ماریو نے کہا۔

”کیوں۔؟ عمران نے پوچھا۔

”یہ بھیڑ میں شامل تھی جسکی وجہ سے ہم اسکے باہر آنے کا انتظار کرتے رہے مگر یہ ہمیں ڈاج دے کرایئرپورٹ سے فرار ہو گئی۔“

”گوئی کیوں نہ مار دی تھی۔؟

”بھیڑ میں مار ڈالنے کا حکم نہیں تھا۔“

”جب یہ ڈاج دے گئی تھی تو بعد میں اسکے بارے میں تمہیں کس طرح پتہ لگا

یہ کب اور کہاں مل سکتی ہے۔؟

”باس نے دوبارہ اسکا پتہ دیا تھا۔“ ماریونے کہا۔ اور یاس کا دیا ہو

پتہ صحیح نکلا یہ وہی ملی جہاں کے لئے بتایا گیا تھا۔“

”تمہارا باس اسے کیوں مروانا چاہتا تھا۔؟

”یہ باس ہی بتا سکتا ہے ہم تو حکم کے بندے ہیں مسٹر عمران باس نے جو

کچھ کہا آنکھ بند کر کے اس پر عمل کر ڈالا۔“

”جیرال کرافورڈ کلب کا مالک ہے۔؟

”ہاں اور اسنے کسی اور سے اس کام کا معاملہ کیا تھا۔“

”تمہیں کیسے پتہ چلا کہ جیرال یہ کام کسی اور کے لئے کر رہا ہے۔؟

”اس لئے کہ ایسے معاملات سے باس کا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا۔“

ماریونے کراہ کر کہا۔ یہ تو ہٹالو اب۔۔

”اوہاں۔“ عمران نے کہا اور مگر اسکی ٹانگ پر سے ہٹالیا اور یولا جیرال

کرافورڈ کی رہائش گاہ کہاں ہے۔؟



ڈیفنس کالونی کے ایک سنگے میں۔۔ ماریونے پورا پتہ بتلایا تھا۔  
 اچھا ماریوناب تم آرام کرو میں آدمی بھیج کر تمہاری ڈرینگ کروادیتا ہوں۔۔ عمران نے کہا  
 اور مٹر کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

۔۔ ہیلو۔۔ جیرال کرافورڈ نے ریسورکان سے لگاتے ہوئے کہا۔  
 ۔۔ برک بول رہا ہوں یا اس۔۔ دوسری جانب سے آواز آئی۔  
 ۔۔ ہاں کی بات ہے۔۔ وہ سرد لہجے میں بولا۔  
 ۔۔ فریکر آیا ہے۔۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔  
 ۔۔ اے تو جو زنائن کو ریسورکر نے بھیجا گیا تھا نا۔۔  
 ۔۔ یس یا اس۔۔ برک کی آواز آئی۔ وہ اسی لئے آیا ہے۔۔

۔۔ آج آؤ۔۔ جیرال کرافورڈ نے کہا اور ریسور رکھ دیا پھر اسے میز کی دراز کھولی اور  
 ایک ماسک میک اپ نکال کر کھڑا ہو گیا پھر وہ سیدھا یا تھ روم میں گیا ماسک چہرے پر چڑھایا  
 سر پر بالوں کی وہگ لگائی اور اسے درست کر کے کمرے میں آگیا پھر کمرے پر بیٹھا ہی تھا کہ کمرے  
 میں بزرگ کی ہلکی سی آواز ابھری بالکل ایسی ہی جیسی فون کی گھنٹی کی ہوتی ہے۔

جیرال نے میز کی سائڈ پر لگا ہوا ایک ٹیبن دبا دیا۔  
 فوراً ہی جیرال کے رائٹ سمٹ کی دیوار اپنی جگہ سے ہٹی اور ایک خلا پیدا

ہو گیا۔

یہ خلا ایسا ہی تھا جیسے لفٹ باکس کے لئے عمارتوں میں بنایا جاتا ہے چند لمحوں  
بعد اس خلا میں لفٹ باکس آلودہ ہوا تھا کیس میں دو افراد تھے وہ دونوں کمرے میں آگئے  
اور دیوار برابر ہوتی چلی گئی۔

گڈ نائٹ یاس۔ ان میں سے ایک نے جھک کر کہا۔  
”تمہیں جوزفائین مشن پر بھیجا گیا تھا نا۔“ جیرال نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔  
”یس یاس۔“ اس نے ادب سے سر ہلا کر جواب دیا۔  
کیا رپورٹ ہے۔ جیرال کا لہجہ سرد تھا۔  
”ہم ناکام رہے ہیں یاس۔“

”تفصیلات دوہراتے چلو۔“ جیرال کے لہجے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔  
”ہم نے پورے علاقے کو گھیر رکھا تھا یاس لیکن جوزفائین کہیں نظر نہیں آئی تھی  
اب سے دو گھنٹے قبل میں اردو۔ دوسرے ساتھی سمرسٹ اسٹریٹ پر ساڑھی ہاؤس  
کے پاس کھڑے تھے جب وہ ہمیں نظر آئی تھی۔ وہ ایک لمحے کے لئے رکا۔  
آگے کہو۔“ جیرال نے کہا۔

”وہ ایک فون بوتھ سے نکل کر سرخ رنگ کی کار کی طرف دوڑ رہی تھی کہ ماریو  
والی گاڑی سے ٹامی گن کا برسٹ مارا گیا اور وہ چھلٹی ہو کر فٹ پاتھ پر گر پڑی ماریو  
دونوں ساتھیوں سمیت اس کی طرف دوڑا تھا لیکن ہمارے پیچھے تھے وہاں بھڑک گئی  
تھی پھر اسی بھڑک میں سے دو تین آدمیوں نے جوزفائین کو اٹھایا اور ہسپتال لے جانے کا  
کہہ کر گاڑی میں ڈال کر لے گئے۔“

کہے جاؤر کومت۔ ”جیرال نے غرا کر کہا۔

ہم اسے نہیں لاسکے باس۔ اسنے کہا۔ البتہ اس کا پرس ہاتھ سے چھٹ کر پھسلتا ہوا سرخ کار کے پاس جا پہونچا تھا جسے اس سرخ کار والے نے اٹھالیا تھا اور میں نے اس سے پرس چھیننے کی کوشش کی تھی مگر.....“

مگر ناکام رہے کیوں ہی کہنا چاہتے ہونا۔ جیرال نے اسکے خاموش ہو جانے کے بعد

غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

ہیں باس۔ اسنے کہا۔ میں نے ریو اور اسکی کینیٹ سے لگا کر پرس مانگا تھا مگر وہ بے حیا لاک آدمی تھا اسکا سرخ گاڑی کا انجن اسٹارٹ تھا اسنے پرس ہاتھ سے چھوٹ دیا اور میرے پیچھ کرنے سے پہلے گاڑی اسٹارٹ کر کے نکل گیا۔ وہ اپنے ہاتھ کو دباتے ہوئے بولا اسکے ہاتھ پر پی بندھی ہوتی تھی۔

ہونہ۔ وہ چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ تم لوگ کتنی دیر سے سمرسٹ

اسٹریٹ کا نگرانی کر رہے تھے۔“

گھنٹہ ڈیرھ گھنٹے سے باس۔“

اسکا مطلب یہ ہوا کہ اسنے فون پر کسی نہ کسی سے رابطہ ضرور قائم کیا تھا۔

جیرال نے سوچنے والے لہجے میں کہا۔

یقیناً باس۔ دوسرے آدمی نے کہا۔ درنہ وہاں وہ سرخ کار نہ پہونچتی

اور نہ وہ سرخ کار دیکھتے ہی اسکی جانیا دوڑتی۔“

ہونہ۔ جیرال نے ہنکارہ بھرا۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوا کہ جو رفاہی

نے جسے فون کیا تھا اسے ساری رپورٹ بھی دے دی ہوگی مسٹر برک اور اسے



طرح ہمارا سارا مشن قیل ہو گیا۔

مکن ہے یاس وہ اطلاع نہ دے سکی ہو۔ برک نے کہا۔ کیونکہ وہ جو کچھ لے  
یہاں پہنچی تھی اس کی ساری تفصیلات وہ فون پر نہیں بتا سکتی لہذا اب بھی ہمارے پاس  
چانس ہے کہ مشن کو کامیاب بنا سکیں۔

ہونہ۔ جیرال نے سر ہلایا۔ اس سرخ کار کا نمبر اور ماڈل۔  
سرخ اسپورٹس بے نیا ماڈل۔ اس نے نمبر بتانے کے بعد کہا۔  
اس میں موجود آدمی کا حلیہ۔

اس نے تفصیل سے سرخ اسپورٹس والے کا حلیہ بتایا تھا۔  
برک اپنے سارے آدمیوں کو سرخ اسپورٹس کی تلاش پر لگا دیا اور یہ آدمی  
جہاں بھی نظر آتے اسے اغوا کرالو۔  
رائیٹ یاس۔ برک نے کہا۔

دوسرے لاش لے جانے والوں کو تلاش کرو۔  
یاس۔ اس نے کہا۔ لاش لے جانے والوں کو ہم نے شہر بھر کے ہسپتالوں میں  
دیکھا ہے مگر وہ کہیں بھی نہیں ملے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ عام آدمی نہیں تھے۔  
یہ یاس۔ اس نے کہا۔ وہ شاید سادہ یاس والے تھے۔  
یہ علاقہ کیپٹن فیاض کے ماتحت ہے نا۔ جیرال نے برک کی طرف دیکھتے ہوئے  
سر لہجے میں پوچھا تھا۔

یہ یاس یہ علاقہ اسی کا ہے۔

”اگر لاش سادہ لباس والے لے گئے ہیں تو وہ یقیناً پولیس کی نگرانی میں ہوگی اور اس کا علم فیاض کو ہو چکا ہوگا ماسٹر برک کیا تم میلر مطلب سمجھ رہے ہو۔“ اسنے برک کو گھورتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔“ برک نے اثبات میں جواب دیا۔

”اپنی کچھ لڑکیوں کو فیاض کے پیچھے لگا دو۔“ جیرال نے کہا۔ وہ آسانی سے کیٹن فیاض

سے اس بارے میں سب کچھ معلوم کر لیں گی۔“

”رائیٹ باس۔“ برک نے کہا۔

”ماریو وغیرہ کہاں ہیں۔“ جیرال نے پوچھا۔

”ماریو لاپتہ ہے باس۔“ اسنے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو ماسٹر فریکر۔“ وہ غرا کر بولا۔

”ماریو نے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی تھی کہ ایک کار ان کا پیچھا کر رہی ہے اور وہ اسے

اپنے پیچھے لگاتے شہر سے باہر جا رہے ہیں۔“ فریکر نے کہا۔ تاکہ اس کار والوں سے

منٹ کر انھیں ٹھکانے لگا دیا جاتے۔“

”پھر۔“ جیرال نے پوچھا۔

”لاش لے جاتے جانے کے بعد میں ان دونوں کی مدد کے خیال سے بتائی ہوتی

جگہ پہنچا تھا مگر وہاں مجھے تباہ شدہ گاڑی ملی تھی۔“ فریکر نے کہا۔ وہ ایک

ٹرے لیر سے ٹکرا کر چور چور ہو چکی تھی۔“

”وہ دونوں کار میں نہیں تھے۔“

”نو باس کار سے خاصی دور ہمارا ایک ساتھی گولیوں سے چھپائی حالت میں

ملا تھا جبکہ مار یو کا پتہ نہیں لگ سکا۔

اچھی طرح سے دیکھا تھا۔ جیرال غرایا۔

یس باس وہاں دور دور تک مار یو کا نشان نہیں ملا۔

”سب کچھ چوٹ کر دیا ہے تم نے مسٹر فریکر۔ جیرال غرایا۔ ایک معمولی سامان

تم سے ہنھالا نہیں جاسکا۔“

یس باس وہ بے حد چالاک تھی۔ فریکر نے کہا۔ آپ نے خود دیکھا ہے کہ اسے ایئر پورٹ

پر کس چالاک سے ہمیں ڈاج دیا تھا۔“

”ٹھیک ہے۔“ جیرال نے کہا۔ فیاض کے گرد اور متعلقہ تھانے پر کچھ آدمی لگا دو

تاکہ وہ یہ معلوم کر سکیں کہ جو رہائشی کی لاش اور مار یو نکسن ان کے پاس ہے تو ان کو

کہاں اور کس جگہ رکھا گیا ہے۔

”رائیٹ باس۔“ برک نے کہا۔

”اور تم۔“ جیرال نے فریکر سے کہا۔ اس ٹوٹے ہوئے ہاتھ سمیت انڈر گراؤ

ہو جاؤ میں نہیں چاہتا کہ وہ سرخ اسپورٹس والا تمہیں اس ہاتھ کی وجہ سے پہچان کر

تمہارے پیچھے لگا ہوا یہاں تک آپہنچے۔“

”رائیٹ باس۔“ فریکر نے سر ہلا دیا۔

”کیپٹن فیاض کے بارے میں جلد از جلد رپورٹ حاصل کرو۔“

”میں ابتدائی رپورٹ دو گھنٹے میں دے سکوں گا باس۔“ برک نے کہا اور

جیرال نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے اب تم لوگ جاسکتے ہو۔“



راجیٹ باس۔۔۔ برک نے کہا اور اسی راختے کی طرف ٹبرہ گئے جس سے اندر آتے  
تھے جیرال نے پھر ایک ٹین پیش کیا تھا فوراً ہی دیوار ٹھی اور لفٹ باکس سامنے آ گیا فریکر  
اور برک کے بیٹھے ہی لفٹ نیچے جانے لگی اور دیوار کا خلا بڑی تیزی سے پر ہوتا چلا گیا  
جیرال نے ماسک اتار دیا۔

مران سر سلطان کے سامنے بیٹھا برے برے منہ بنارہا تھا جبکہ سر سلطان کسی گہری  
سوچ میں مستغرق تھے ان کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی اور آنکھوں سے فکر و پریشانی  
نکھویدا تھی۔ جبکہ مران نے برے برے منہ بنانے بند کر دیتے تھے اور میز پر بیٹھی ہوتی مکھی  
کی طرف چکی بڑھا رہا تھا پھر اس نے جھپٹا مارا مگر مکھی ہاتھ نہ اٹھائی تھی۔  
”اڑ گئی۔“ وہ ٹھنڈا سانس بھر کر بولا۔

”تمہیں یقین ہے۔“ سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔  
”جی ہاں بس ذرا سی کسر رہ گئی ورنہ پھنس ہی گئی تھی۔“ مران نے جلدی سے  
ہا اور میز کے ٹاپ پر بیٹھی دوسری مکھی کو تاکنے لگا۔  
”کیا۔“ سر سلطان غراتے۔ کون پھنس گئی تھی۔  
”مکھی۔“ مران نے کہا۔ اب دوسری پھنسنے جا رہی ہے۔

”مران۔“ سر سلطان غراتے۔ کیا یہاں تم مجھے مکھی پکڑنے کی اطلاع دیتے تھے

گدھے کہیں کے۔۔

”مکھی پھنسنے کا۔“ عمران نے کہا۔ اگر وہ پھنسنے نہ جاتی تو صحت مند رہتی۔

جانے کے بعد ہی اس کا جسم پھلنی بنا تھا۔

”میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا تمہیں جوڑ فائین کی اطلاع پر پورا پورا یقین ہے

سر سلطان غرا کر پوئے۔

”جی ہاں۔“ عمران نے کہا۔ وہ ایکسٹو کی بہت اچھی اور ذہین ترین ایجنٹ تھی

اسکی تحریری رپورٹ پر یقین کیا جاسکتا ہے۔

”لیکن بات سمجھ میں نہیں آتی۔“

”وہ کیا۔“ عمران نے پوچھا ویسے وہ اپنے مکھی پکڑنے کے شغل میں پوری موز

مہمروف تھا بظاہر کوئی توجہ سر سلطان کی طرف نہیں تھی۔

”یہی کہ طیاروں کے اغوا سے ہمارے ملک کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔“

سر سلطان نے کہا اور عمران چونک پڑا۔

”طیارہ کہیے جناب عالی۔“

”تم نے رات کی خبریں نہیں سنیں کیا۔“ سر سلطان نے پوچھا۔

”موتوہ ہی نہیں مل سکا۔“

”فرانس کا میراج دوہزار بھی اغوا کر لیا گیا ہے۔“

”اوہ۔“ عمران کے منہ سے نکلا۔

”اسنے اغوا کی کارروائی بھی بالکل امریکی اغوا شدہ ایف سولہ طیاروں

کی طرح ہے وہی رپورٹیں ہیں۔“

اسے باوجود آپ پورے فائین کی رپورٹ پر شک کر رہے ہیں ؟  
 مجھے اس بات پر یقین نہیں ہے عمران کہ طیاروں کے اغوا والے معاملے میں  
 ہمارا ملک ملوث ہو سکتا ہے ۔

اجیہا ۔ ؟ عمران نے کہا ۔  
 تم خود غور کرو کیا وہ ان طیاروں کے اغوا کا الزام ہم پر رکھ سکتے ہیں ؟  
 سر سلطان نے کہا اور عمران نے انہیں ایک نگاہ دیکھا اور بولا ۔  
 آپ نے رپورٹ ابھی طرح نہیں سنی شاید ۔  
 پورے غور اور توجہ سے سنی ہے ۔ سر سلطان نے کہا ۔  
 رپورٹ میں کہا گیا ہے ۔ عمران نے انکی بات ان سنی کر کے کہا ۔ کہ ہمارے  
 ملک کے خلاف سازش کا پہلا مرحلہ طیاروں کا اغوا ہے جو شروع ہو چکا ہے اس کے  
 بعد وہ لوگ جنہوں نے طیاروں کو اغوا کرنے کا پلان بنایا ہے ہمارے ملک کے لئے  
 ایک بڑا خطرہ بن جاتے گے ۔

میں سن چکا ہوں ۔ سر سلطان نے کہا ۔  
 اور طیارے اغوا کرنے والے جب اپنے پلان کا دوسرا حصہ سامنے لائیں گے  
 تو ساری سپر طاقتیں ہمارے ملک کو مجبور کر دیں گی کہ ہم غلام بن جائیں وہ کچھ قبول  
 کر لیں جو وہ چاہتے ہیں ۔

یہی میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ وہ کیا چاہیں گے ۔  
 اگر رپورٹ مکمل ہوتی تو میں آپ کو ضرور بتاتا ۔ عمران نے کہا ۔ مجھے جو  
 رپورٹ ملی وہ نامکمل ہے ۔



”پھر؟“ سرسلطان نے کہا۔ ”بتلاؤ میں کیا کروں۔؟“  
 ”کیا امریکی حکومت کی طرف سے ہمارے ملک کو کوئی اطلاع یا سرکلر نہیں ملا؟“  
 عمران نے پوچھا۔

”کس قسم کی اطلاع یا سرکلر۔؟“  
 ”اغوا شدہ طیاروں کو تلاش کرنے کے بارے میں۔؟“  
 ”نہیں صرف وائٹریس پر پیغام ملا تھا مگر وہ ایک سرسری اور رسمی سی کاروائی تھی یا ضابطہ طور پر کوئی اطلاع نہیں ملی۔“  
 ”ہو نہ۔“ عمران خاموش ہو گیا۔  
 ”ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے تمہیں کچھ زیادہ معلومات حاصل ہیں اور تم ان کو مجھ سے چھپا رہے ہو کیوں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔؟“  
 ”نہیں۔“ عمران نے نفی میں سر ہلایا۔  
 ”اگر یہ بات نہ ہوتی تو اتنی سی اطلاع پر تم میرے پاس رات کے اس بھرا دوڑے نہ چلے آتے۔“

”دراصل۔“ عمران نے کہا۔ بات میرے ذہن میں بھی صاف نہیں ہے۔“  
 ”اسی لئے کچھ چھپا رہے ہو۔؟“

”یہ بات نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اغوا شدہ طیارے ہمارے ہی ملک کے کسی حصے میں آنا کہ چھپا دیے گئے ہوں اور بعد میں ان کو ہمارے ملک سے برآمد کرنا کہ سارا الزام ہمارے ہی ملک پر تھوپنے کی سازش کی گئی ہو۔“

اگر طیارے ہمارے ہی ملک میں اتارے گئے ہوتے تو کیا ہمارا ریڈار سسٹم ان کی آمد

کی اطلاع نہیں دیتا۔ ؟

” پیسے میں بڑی طاقت ہوتی ہے جناب۔ “ عمران نے کہا۔ ممکن ہے جس آپریٹر کی اس وقت مطلوبہ ریڈار پر ڈیوٹی ہو اسے خرید لیا گیا ہو اور طیارے کی نشاندہی ہونے کے باوجود وہ خاموش رہا ہو۔ “

” نہیں۔ “ سر سلطان نے کہا۔ میں اسے نہیں مان سکتا۔ “

” وہ کیوں جناب۔ ؟

” اس لئے کہ ریڈاروں پر ان لوگوں کی ڈیوٹی ہے جو حقیقتاً محب وطن ہیں اور

جن کو خریدنا ممکن نہیں۔ “

” ہونہ۔ “ عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ جوڑ فائین اور اس دوسرے آدمی مایہ ناز

سے نمٹنے کے بعد سیدھا سر سلطان کی طرف آیا تھا۔

وہ یہ سوچ کر آیا تھا کہ سر سلطان کو بتلا دے گا کہ ہماری ایٹمی تفصیلات کو بہت

بڑا خطرہ لاحق ہے اور یہ خطرہ اغوا شدہ طیاروں سے تھا جب عمران کو رپورٹ

ملی تھی اس وقت تک صرف ایک طیارہ اغوا ہوا تھا ایف سولہ جبکہ جوڑ فائین کو

رپورٹ کچھ اور تھی۔

اس کی رپورٹ کے مطابق ایک سے زیادہ طیاروں کو اغوا کر کے ان کو عمران کے

ملک کے خلاف استعمال کیا جانا تھا کس طرح کیا جانا تھا یہ ساری تفصیل موجود نہیں

تھی مگر امکان یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ عمران کے ملک سے کوئی مطالبہ کیا جائے گا ایسا

مطالبہ جسے پورا کرنا ناممکن ہو۔

اور اس کے بعد طیارے اغوا کرنے والے کوئی ایسی کارروائی کرنے کے بعد  
 عمران کا ملک دوسروں کا غلام بن جاتا۔ اور یہ کارروائی ایسی تنقیصات کی تباہی بھی ہو سکتی  
 تھی اور ملک بھر میں تخریب کاری بھی۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور  
 سر سلطان کو اسے مکمل رپورٹ نہیں دی۔

اس نے امکانات کا ذکر کر کے ایسی تنقیصات کا معاملہ گول کر دیا تھا اور اب وہ  
 سوچ رہا تھا کہ اسے اچھا ہی کیا۔ جب تک بات پایہ ثبوت کو نہ پہنچ جاتی اس کا  
 ظاہر کرنا سیکار تھا بلکہ فائدے کی جگہ نقصان بھی پہنچ سکتا تھا اسے سر ہلایا  
 اور بولا۔

”پھر میرا خیال غلط ہو سکتا ہے جناب۔“  
 ”ہاں یا تو تم پوری بات بتلاؤ کہ جو ذرائع کی رپورٹ میں اور کیا ہے یا پھر  
 یہ یقین کر لو کہ ہماری پاک سرزمین پر کوئی اغوا شدہ طیارہ اگر آتا رہا جاتا تو اس کے  
 اطلاع فوری طور پر ہمیں مل جاتی۔“

”جیسے آپ کی....“ عمران کہتے کہتے رک گیا۔  
 ”کہو رک کیوں گئے۔“ سر سلطان نے پوچھا۔  
 ”کچھ نہیں۔“ عمران نے بات ٹالی۔ میں جو ذرائع کی رپورٹ کے بارے میں

مزید معلومات حاصل کرونگا جناب۔“  
 ”یقیناً۔“ سر سلطان نے کہا۔ مگر ایک بات یاد رکھو عمران۔“

”وہ کیا۔“ عمران نے پوچھا۔  
 ”جب بدلہ ملے ہو جاتے تو اگر ساری بات بتلا دینا۔“ سر سلطان نے کہا۔



اور عمران چونک پڑا پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آتے آتے رہ گئی سر سلطان معاملے کی تہہ تک پہنچ رہے تھے وہ یقین تھے کہ وہ کچھ چھپا رہا ہے۔  
بتلا تو دی۔ ”عمران نے جلدی سے کہا۔

”اتنی سی بات کے لئے رات کے اس وقت تمہارا آنا تمہارے حملے کی نفی کر رہا ہے عمران۔“ سر سلطان نے کہا۔

”یہہ... یاہ... یقین کیجئے میں سچ کہہ رہا ہوں۔“  
”ہو تہہ۔“ سر سلطان نے کہا۔ اور عمران کو گھورنے لگے۔

فیاض کی گاڑی جیسے ہی تھانے کی حدود میں داخل ہوئی کھٹاکھٹا ایڑیاں بجاتی چلی گئیں جیپ گاڑی رکتے ہی فیاض جیپ سے باہر آیا اور تھانے کی سیڑھیاں چڑھنے لگا وہ راہداری میں ہی پہنچا تھا کہ ایس ایچ او اپنے کمرے سے اس کے استقبال کے لئے باہر نکل آیا اور سامنا ہوتے ہی سلوٹ دے مارا۔

”لاش ملی۔“ فیاض نے ایس ایچ او کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

”نوسر۔“ انچارج نے نفی میں سر ہلایا۔

”تفصیل بتلاؤ۔“ فیاض انچارج کی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

”سمرسٹ اسٹریٹ پر متعین ایک سادہ لباس والے نے اطلاع دی تھی کہ ایک

رٹ کی مشکوک حالت میں وہاں گھوم رہی ہے۔

”مشکوک حالت کی وضاحت کرو۔“ قیاض نے کہا۔

”سادہ لباس والے کا کہنا یہ تھا کہ اس رٹ کی حالت سے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے:

بہت زیادہ خوفزدہ ہو اور ایک یا ایک سے زیادہ افراد سے چھپتی پھر رہی ہو پھر:

سادہ لباس والے کو بھی ڈاج دے گئی تھی۔“

”سمرسٹ اسٹریٹ پر ہی۔“

”جی ہاں وہ گرین سپر مارکیٹ کے ایک دروازے سے داخل ہوتی اور پھر:

لباس والے کی نگاہوں سے اجھل ہو گئی۔“

”آگے کہو۔“ قیاض نے کہا۔

”پھر اب سے ڈھائی گھنٹے قبل وہ سادہ لباس والے کو نظر آئی تھی۔“

ایچ اونے رسٹ واپس پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔ وہ ایک پبلک کال بوتھ سے نکل کر سرخ رنگ کی اسپورٹس کار کی طرف دوڑ رہی تھی کہ سڑک کے دوسری جانب ایک کار سے کسی خود کار ہتھیار سے فائرنگ کی گئی۔“

”اسٹین گن سے۔“ قیاض نے پوچھا۔

”سادہ لباس والا گن کی ساخت نہیں بتا سکا جناب۔“ انجارج نے کہا۔

وہ رٹ کی چھلنی ہو کر فٹ پاتھ پر گر پڑی تھی جسے گر فوراً ہی پیٹھ اکٹھی ہو گئی تھی۔ انہی میں سے دو تین آدمیوں نے رٹ کی کواٹھایا اور ایک کار میں ڈال کر لے گئے۔“

”اور تمہارا سادہ لباس والا منہ دیکھتا رہ گیا کیوں۔“ قیاض غرایا لہجے

میں طنز ہی طنز تھا۔

اس وقت سادہ لباس والا اس گاڑی کے پیچھے دوڑا تھا جس سے فائرنگ کی گئی تھی۔ ”انچارج نے جلدی سے کہا۔ واپس آیا تو وہ لوگ لڑکی کو لے جا چکے تھے وہاں موجود لوگوں کی زبانی علم ہوا کہ وہ لوگ اسے ہسپتال لے گئے ہیں مگر۔۔۔ ایس ایچ او ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گیا۔

مگر وہ کسی ہسپتال میں نہیں ملی کیوں۔؟ فیاض نے کہا۔  
جی ہاں آپ کا خیال صحیح ہے۔۔۔ انچارج نے کہا۔ کوشش کے باوجود ہم اسکی لاش تک کسی ہسپتال سے دستیاب نہیں کر سکے۔  
جس گاڑی سے فائرنگ کی گئی تھی اس کا نمبر لوٹ کیا گیا تھا۔؟

جی ہاں اور وہ گاڑی مل گئی ہے۔۔۔

کہاں سے ملی۔؟ فیاض نے پوچھا۔

شہر کے مضافاتی حصے میں گنے کے کھیتوں کے پاس وہ ایک ٹرالر سے ٹکرا کر تباہ ہو گئی تھی اور اس کا جلا ہوا ڈھانچہ ملا ہے۔۔۔ انچارج نے کہا۔ نمبر پلیٹ پتیل کی تھی اس لئے نمبر نظر آگئے۔۔۔

اور اسے چلانے والے۔۔۔

ان میں سے ایک بھی نہیں ملا۔۔۔ انچارج نے کہا۔ جبکہ سادہ لباس والے کے

بیان کے مطابق اس میں دو آدمی سوار تھے۔۔۔

لاشیں بھی نہیں ملیں۔؟ فیاض نے پوچھا۔

جی نہیں۔۔۔ فیاض کے جواب میں انچارج نے کہا۔ البتہ گاڑی سے ایک



جلی ہوئی مامی گن ضرور ملی ہے۔

”وہ گاڑی کس کی ملکیت ہے۔“ فیاض نے پوچھا۔

”سول جج جناب شمس صدیقی کی۔“ انچارج نے کہا۔

”کیا۔؟ فیاض چونکا تھا۔

”جی ہاں اس گاڑی میں انہی کی گاڑی کے نمبر استعمال کئے گئے ہیں جبکہ جج

صاحب کی گاڑی نیگلے میں موجود ہے اور وہ ٹیوٹا ہے جبکہ تباہ ہونے والی گاڑی ڈاچ نئے ماڈل کی ہے۔“

”ہونہ۔“ فیاض نے سر ہلایا چند لمحے سوچا رہا پھر بولا۔ اس سرخ کار

نمبر نوٹ کیا گیا تھا جس کی طرف وہ لڑکی بھاگی تھی۔؟

”جی ہاں مگر اس نمبر کی کوئی گاڑی رجسٹر نہیں ہے۔“

”گویا وہ نمبر بھی جعلی ہے۔“ فیاض نے کہا۔

”ایسا ہی لگتا ہے جناب۔“ انچارج نے جواب دیا۔

”لڑکی مقامی تھی۔؟ فیاض نے پھر پوچھا۔

”جی نہیں جلیے سے وہ امریکن لگ رہی تھی۔“

”اوہ۔“ فیاض نے چونکر کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ معاملہ دو گروہوں

وہ کی آپس کی چپقلش کا بھی ہو سکتا ہے۔“

”جی ہاں ایسا ہی لگتا ہے۔“ انچارج نے کہا۔ ورنہ لاش غائب کر دینے کا

نک سمجھ میں نہیں آتی۔“

”لاش سے ممکن ہے ہم ان لوگوں تک پہنچ جاتے اسی لئے اسے غائب کیا گیا۔“

ہے۔۔ فیاض نے کہا۔ اور کچھ سوچنے لگا۔

”اس گاڑی کے نمبر بھی ہمارے پاس موجود ہیں جناب جس میں لاش کو لے جایا

گیا تھا۔“ انچارج نے کہا اور فیاض چونک پڑا۔

”وہ گاڑی کس کے نام پر رجسٹر ہے؟“

”ایکسٹو کے محکمے کے لئے رجسٹریشن حاصل کیا گیا تھا۔“

”کیا؟“ فیاض کے لئے یہ اطلاع چونکا دینے والی تھی۔

”جی ہاں جناب اسکا رجسٹریشن سیکرٹ سروس کے نام پر ہے۔“

”کیا تمہیں یقین ہے کہ لاش اسی گاڑی میں لے جاتی گئی ہے؟“

”جی ہاں اور اس کے چشم دید گواہ جس جگہ سے لاش اٹھائی گئی ہے اس کے

سامنے کی دوکان کا مالک اور اس کے درنوں سیلزمین ہیں۔“

”نمبر کس نے نوٹ کئے تھے؟“

”مالک اور ایک سیلزمین نے۔“

”کسی اور نے بھی اسکی تصدیق کی ہے؟“

”جی ہاں۔“ انچارج نے کہا۔ پبلک کال بوتھ کے سامنے ایک جوتے کی دوکان

بے اس کے مالک نے بھی وہی نمبر دیا ہے۔“

”ایف آئی آر میں سب کچھ نوٹ کیا ہے۔“

”جی ہاں صرف سیکرٹ سروس والوں کی گاڑی کا نمبر نوٹ نہیں کیا۔“

”وہ کیوں؟“ فیاض نے پوچھا حالانکہ اسے خود معلوم تھا کہ حال ہی میں

سارے تھانوں اور ہیڈ آفس کو وزارت داخلہ کی طرف سے سرکلر ملا تھا کہ ایکسٹو کے

محکمے کے افراد کے کاموں میں دخل نہ دیا جاتے اور نہ ہی انکی کوئی ایف آئی آر اس وقت تک کاٹی جاتے جب تک کہ وزارت داخلہ سے معلوم نہ کر لیا جاتے۔

”وزارت داخلہ کا سرکلر جناب۔“ انچارج نے کہا۔

”تم نے ہوم منسٹری سے رابطہ قائم کیا۔؟ فیاض نے پوچھا۔

”نوسر ہدایت کے مطابق ہمیں صرف آپ کو اس بات سے آگاہ کرنا تھا جناب!

انچارج نے کہا اور فیاض نے سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اس سادہ لباس والے کو اس وقت بلوا سکتے ہو جس کے

سامنے یہ سارا واقعہ ہوا ہے۔؟

”ہاں سر۔“ انچارج نے کہا اور گھنٹی بج کر ایک سیال کو بلوایا اور اسے

سادہ لباس والے کے لئے ہدایت دیں پھر چائے وغیرہ کے لئے کہا اور فیاض کی طرف

مڑتے ہوئے بولا۔ ایک بات کہوں سر۔“

”ہاں کہو۔“ فیاض نے کہا۔

”یہ معاملہ میرے خیال سے دو گروہوں کی آپس کی چیقلش کا نہیں ہے جناب۔“

انچارج نے کہا وہ فیاض کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

”وہ کیسے۔؟ فیاض نے پوچھا حالانکہ سکرٹ سروس کا نام درمیان میں آجائے

کے بعد وہ خود بھی یہی سوچ رہا تھا اسکے خیال کے مطابق یہ سارا معاملہ اب

غیر ملکی جاسوسوں سے متعلق نظر آنے لگا تھا۔

”اگر یہ دو گروہوں کا معاملہ ہوتا جناب تو سکرٹ سروس والے اس لاش

کو ہرگز نہیں لے جاتے۔“ انچارج نے کہا۔



پھر تمہارے خیال میں یہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔؟

غیر مکی جاسوسوں کا جناب۔۔ انچارج نے کہا۔

ہونہ۔۔ فیاض نے سر ہلایا چند لمحے سوچا رہا پھر بولا۔ تم اس بارے میں بہت متاثر رہ کر تحقیقات کرنے رہو کیونکہ معاملہ ایکسٹرا کا ہے کاروائی اس وقت کریں گے

جب وزارت داخلہ سے ہدایت مل جائیں گی۔۔

بہت بہتر جناب۔۔ انچارج نے کہا ٹھیک اسی وقت سادہ لباس والا اور ایک

سپاہی اندر داخل ہوئے تھے سپاہی کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں چائے اور دیگر لوازمات تھے ٹرے میز پر رکھ کر سپاہی چائے بنانے لگا۔

سین سر۔۔ سادہ لباس والے نے سلوٹ کر کے پوچھا وہ فیاض کو اچھی

مرح پیچا تھا اور ایک وہی کیا شہر کے سارے سادہ اور وردی پوش فیاض کو پہچانتے تھے خواہ وہ وردی میں ہو یا سادہ لباس میں۔

سارا واقعہ دوہرا چلو۔۔ فیاض نے کہا اور سادہ لباس والا سارا واقعہ

دوہرانے لگا اس دوران فیاض چائے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا ساتھ ہی وہ اسے بیان کو بھی توجہ سے سن رہا تھا۔

ٹامی گن چلانے والوں کے چہرے دیکھے تھے۔؟ فیاض نے پوچھا۔

صرف ایک کو پہچان سکا تھا جناب۔۔ سادہ لباس والے نے کہا۔

کیا۔؟ انچارج چونک کر بولا۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ کسی کو بھی نہیں پہچان سکے

پھر اب کیسے کہہ رہے ہو کہ ایک کو پہچانتے ہو۔؟

جودہ مجھے۔۔ سادہ لباس والا ہٹلا کر بولا۔ اس کا چہرہ جانا پہچانا لگا تھا

جب سے سوچ رہا تھا کہ اسے کہاں دیکھا ہے اور وہ کون ہے اب یاد آیا ہی تھا تو اُس نے بلوایا جناب ۔۔

”کون ہے وہ اور اسے پہلے کہاں دیکھا تھا۔؟“ فیاض نے پوچھا۔

”وہ مار بولتا تھا جناب۔ نوٹرے ڈیم کلب کا ملازم۔“

”کیا تمہیں پورا پورا یقین ہے کہ وہ نوٹرے ڈیم کلب کا ملازم مار بولتا تھا تو کس

ہی تھا۔؟“ فیاض نے پوچھا۔

”ہیں سر۔“ سادہ لباس والے نے کہا۔

”سرخ کار والے کا چہرہ دیکھا تھا۔؟“

”جہاں۔“ سادہ لباس والے نے کہا اور سرخ اسپورٹس والے کا حلیہ دیکھ

رگا جسے فیاض ذہن نشین کرتا رہا۔

”اب تم سمرسٹ اسٹریٹ کے علاوہ دیگر کلبوں اور ہوٹلوں کے چکر

اور جیسے ہی یہ سرخ اسپورٹس والا نظر آئے اطلاع دو۔“

”ہیں سر۔“ سادہ لباس والے نے کہا۔

”ایشیل ڈیوٹیئر رجسٹر میں اندراج کر کے روانہ ہو جاؤ۔“ انچارج نے کہا

”رائیٹ سر۔“ انچارج کی بات سن کر سادہ لباس والے نے سلوٹ کیا اور

کمرے سے نکلا چلا گیا فیاض چاتے سے فارغ ہو چکا تھا۔

”نوٹرے ڈیم کے بارے میں فی الحال زبان بند رکھنا۔“ فیاض نے کہا۔ ہو سکتا

ہے کہ یہ کلب بھی غیر ملکی جاسوسوں کے معاملے میں ملوث ہو اگر ایسا ہے تو وہ اپنا نام

چونک پڑیں گے اور محتاط ہو جائیں گے۔“

بہت بہتر جناب۔۔ انچارج نے سر ہلایا۔  
 یہ ٹھیک ہے کہ نوٹے ڈیم کلب ہماری رینج میں ہے اُس سے ہتھ ملتا ہے مگر۔۔  
 فیاض ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر بولا۔ مکی سلامتی کے معاملات میں ہمیں اپنے  
 قومی مفاد کو سب چیز پر ترجیح دینا ہے۔۔  
 میں سمجھتا ہوں جناب۔۔ انچارج نے کہا۔  
 اگر یہ لوگ ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں تو ان کا قلع قمع ہونا ضروری  
 ہے اور اس کے لئے ہمیں ہر تعلق کو بھولنا ہوگا۔  
 آپ بے فکر رہیں جناب۔۔ انچارج نے کہا۔ ہم رشوت ضرور کھاتے ہیں مگر  
 اتنے بے غیرت نہیں ہیں کہ ملک اور قوم کو فروخت کر دیں۔  
 ویری گڈ۔۔ فیاض نے شاباشی دی۔  
 یہ خبر میرے آپ کے اور سادہ لباس والے کے علاوہ کسی اور کے علم میں  
 نہیں آتے گی جناب بے فکر رہیں۔۔ انچارج نے کہا۔  
 ٹھیک ہے۔۔ فیاض نے کہا اور کھڑا ہو گیا پھر تھانے سے نکلنے کے بعد اس نے  
 اپنے ڈرائیور کو ایک جگہ ڈراپ کر دیا اور خود عمران کے فلیٹ کی طرف روانہ  
 ہو گیا تاکہ اس سے اس مسئلے پر بات کر سکے اس کے خیال کے مطابق عمران اس  
 مسئلے میں ایکسٹو سے براہ راست بات کر سکتا تھا۔  
 مگر فلیٹ سے پتہ لگا کہ عمران موجود نہیں ہے۔  
 کہاں گیا ہے۔۔ فیاض نے پوچھا۔  
 پتہ نہیں۔۔ سلیمان کار وکھا جواب تھا۔



”آتے گا کب۔؟“ فیاض نے پوچھا۔  
 ”مرضی کے مالک ہیں خباب۔“ سلیمان نے کہا پھر روکھا سا جواب دیا۔ فیاض  
 پلٹ پڑا سلیمان سے معذرت مانا اس نے بیکار سمجھا تھا۔

عمران نے گاڑی نوٹرے ڈیم کلب سے کچھ فاصلے پر روکی پھر اتر کر آگے بڑھا ہی  
 تھا کہ چونک پڑا کسی نے اسے روکا۔ تھادہ غرا کر مڑا اور شانے پر ہاتھ رکھ کر روکنے والے  
 کو دیکھتے ہی اس کی غراہٹ غائب ہو گئی۔

”سو پر قیامت تم۔؟“ عمران نے پوچھا، لہجہ خشک ہی تھا۔

”ہاں۔“ فیاض نے کہا۔ ”تم یہاں کہاں۔؟“

”ایک کام تھا مجھے یہاں۔“ عمران نے گول مول جواب دیا۔

”نوٹرے ڈیم کلب میں کیوں۔؟“ فیاض نے پوچھا۔

”ہاں ایک آدمی سے ملنا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”مار یونکسن سے یا اسکے ساتھی سے۔“ فیاض نے پوچھا اور عمران بری طرح سے

چونک پڑا مگر فیاض پرانے اپنی حالت ظاہر نہیں ہونے دی تھی اسی خشک اور پیا  
 لہجے میں وہ بولا تھا۔

”مار یو سے تم اسے جانتے ہو۔؟“

۔ ہاں۔۔ فیاض نے کہا۔ آؤ چلو۔۔

کہاں۔؟ عمران نے پوچھا اب اسکا ہجہ بدل گیا تھا اور خشکی کی جگہ اس میں چہکار آگئی تھی جبکہ چہرے پر احمقانہ پن برسنے لگا تھا۔

کہیں بیٹھ کر بات کریں گے۔۔ فیاض نے کہا۔

”مگر میں ماریو سے۔۔۔“ عمران نے کہنا چاہا۔

۔ اسی بارے میں بات کریں گے۔۔ فیاض نے کہا۔

”مگر۔۔“ عمران نے بظاہر جھجکتے ہوئے کہا۔ میرا ماریو سے ملنا ضروری ہے سوپر۔۔

”کیا ایکسٹونے اسے فوری طلب کیا ہے۔؟ فیاض عمران کو گھورتے ہوئے بولا

اور عمران سناٹے میں رہ گیا فیاض اس حد تک جانتا ہے کہ ماریو سیکرٹ سروس اور

ایکسٹو کی نگاہ کامرکز ہے اسکی اسے توقع نہیں تھی۔

انے تو گاڑی سے اترتے ہوئے فیاض کو دیکھا تھا پھر روکے جانے اور استفسار کرنے

پر اسے یونہی ماریو کا نام لے دیا تھا اسے توقع نہیں تھی کہ فیاض اس حد تک ماریو کے بارے

میں جانتا ہے لہذا اس سے مزید معلومات حاصل کرنا ضروری تھا یہ معلوم کرنا ضروری

تھا کہ وہ ماریو کے بارے میں کیا کچھ جانتا ہے۔

اور اسے کس طرح سے ماریو کنسن اور ایکسٹو کے تعلق کا پتہ چلا۔ کیا ماریو کو

اغوا کرتے ہوئے یا اسکے تعاقب میں جاتے ہوئے کسی سادہ لباس والے نے جو یا۔۔

وغیرہ کو دیکھ لیا تھا یا اور کوئی بات تھی۔؟

”ایکسٹو۔؟ عمران نے دہرایا۔ اس کا ماریو سے کیا تعلق سوپر۔۔“

”ہے۔۔“ فیاض نے کہا۔ اور بہت گہرا ہے۔۔“

” اچھا۔ ” عمران نے کہا۔ مگر میں تو اس سے ایک نجی کام کے سلسلے میں ملنے آیا تھا۔  
 ” وہ کیا کام ہے۔ ؟ فیاض نے اسے گھورا۔

” سنا تھا یہاں ایک بار ٹنڈر کی جگہ خالی ہے۔ ”

” بس۔ ” فیاض منہ بنا کر بولا۔ چلتے ہو یا نہیں۔ ؟

” چلو کہاں چلنا ہے۔ ” عمران نے نظا ہر ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

” ٹپ ٹاپ چلے چلو۔ ” فیاض نے کہا۔ مگر بھاگ مت جانا ایسا کر وگے تو ایک

ہی کا کیس خراب کر وگے۔ سمجھے۔ ”

” سمجھ گیا تم چلو۔ ” عمران نے کہا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ فیاض بار بار

ایکسٹوکا حوالہ دے رہا تھا اور اس کا مطلب واضح تھا کہ وہ ماریو کے بارے میں کوئی  
 بہت خاص بات جان گیا ہے اور شاید وہ نوٹس دے ڈیم کلپ بھی ماریو نکسن ہی کو  
 تلاش میں آیا تھا۔

۔ ہاں اب بتاؤ کیا معاملات ہیں۔ ” ٹپ ٹاپ کی ایک کونے والی میز پر بیٹھے

اور وٹیر کو کھانے کا آرڈر دینے کے بعد فیاض نے پوچھا۔

۔ یہ تو تم بتلاؤ گے سویر۔ ” عمران نے کہا۔

۔ تم ماریو کو کیوں تلاش کر رہے ہو۔ ؟

۔ بار ٹنڈر کی سروس حاصل کرنے کے لئے۔ ”

۔ تمہارا ماریو سے کیا تعلق ہے۔ ؟ فیاض نے پوچھا۔ مطلب یہ ہے کہ اس

تمہاری جان پہچان کب اور کیسے ہوئی تھی۔ ”

۔ ایک سال قبل میں نے اسے اسکے دشمنوں سے بچایا تھا۔ ”



کب اور کہاں۔ ۶ فیاض نے پوچھا۔

یہاں پر ہی ڈیفنس کے علاقے میں۔ ۷ عمران نے کہا۔

جھوٹ۔ ۸ فیاض نے کہا۔ ماریونکسن کو اس ملک میں آتے ابھی صرف تین ماہ

ہوئے ہیں وہ امریکی باشندہ ہے عمران اور بزنس ویزا پر یہاں آیا ہوا ہے اور نوٹر  
ڈیم کلب میں اسکی رہائش ہے۔ ۹

اردہ۔ ۱۰ عمران نے کہا۔ پھر میں بھول رہا ہوں وہ کوئی اور ہوگا۔ ۱۱

اُردومت۔ ۱۲ فیاض نے کہا۔ سچ بات اگل دو۔ ۱۳

یقین کر سوپر۔ ۱۴ عمران نے کہا۔ میں اسی لئے اسے پاس..... ۱۵

گھائے میں رہو گے عمران۔ ۱۶ فیاض نے کہا۔ یہ بہت خاص معاملہ ہے اگر میں

نے اسے آگے بڑھا دیا تو ایکٹو کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ ۱۷

میرا کیا جانا ہے بڑھا دو۔ ۱۸ عمران نے معصومیت سے کہا۔

کھل جاؤ عمران۔ ۱۹ فیاض نے کہا۔

ہونہ۔ ۲۰ عمران نے فیاض کو گھورا۔ نوٹرے ڈیم والوں نے تمہیں کیسے

بھتہ دینا بند کیا ہوا ہے سوپر۔ ۲۱

قومی سلامتی کے معاملات میں میں کسی کے ساتھ رعایت نہیں کر سکتا عمران۔ ۲۲

فیاض غرایا۔ میں غدار نہیں ہوں محب وطن ہوں اور یہ معاملات سو فیصد قومی

سلامتی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۲۳

کھل جاؤ۔ ۲۴ عمران سنجیدہ ہو کر بولا۔ ماریونکسن کے بارے میں تم جو کچھ

میں جانتے ہوا سے دوہرتے چلو۔ ۲۵

”اور تم کچھ نہیں بتاؤ گے۔“ فیاض نے کہا۔

”قوتی سلامتی کا نام لیا ہے نا تو اب کچھ پوچھ بغیر سب کچھ بتلا دو۔“ عمران نے کہا۔ ماریو کے بارے میں کیا کچھ جانتے ہو اور اس وقت کلب کیوں جا رہے ہو اور ایکسٹو کا حوالہ کیوں دیا تھا۔“

”ہو نہ۔“ فیاض نے ہنکارہ بھرا چند لمحے عمران کو گھورتا رہا پھر تھانے میں انچارج اور سادہ لباس والے سے ہونے والی ساری گفتگو تفصیل سے دوبارہ چلا گیا پھر سادہ لباس والے کی ڈیوٹی کے بارے میں بھی بتا دیا۔

”گڈ۔“ عمران نے سب کچھ سن کر کہا۔ یہ اچھا ہوا کہ تم کلیتہً تک نہیں پہنچے۔ وہ کیوں؟ فیاض نے پوچھا۔

”کلب میں تم ماریو ہی کی تلاش میں جا رہے تھے نا۔“

”ہاں۔“ فیاض نے اثبات میں جواب دیا۔

”ماریو ایکسٹو کی تحویل میں ہے“ عمران نے کہا۔ اور وہ سرخ کار والا خود ایکسٹو تھا جو اس لڑکی کو لینے گیا تھا۔“

”کیا۔؟ فیاض بری طرح چونکا تھا۔

”ہاں لہذا سرخ کار اور اسکے مالک کی تلاش ختم کر دو۔“ عمران نے کہا۔ بلکہ یہ پورا کیس ہی فائل اپ کر کے فائل ایکسٹو کے محکمے کو بھیج دو اسی میں تمہارا اور تمہارے محکمے کی بہتری ہے سو فیاض۔“

”اس کے لئے مجھے رحمان صاحب سے بات کرنا ہوگی۔“ فیاض نے کہا۔

”انکے علم میں لاتے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتا۔“

”یہ اور کبھی اچھا ہے۔۔ عمران نے کہا۔ ضابطے میں بات آجاتے گی۔۔“  
 ”لیکن رحمان صاحب نے پوچھ لیا کہ میں فائل ایکسٹو کے محکمے کو کیوں ....“  
 ”اس کے لئے میں ایکسٹو کی جانب سے آرڈر کرادوں گا۔“ عمران فیاض کی بات کاٹ کر

بولا۔ اس کے بعد ہی تم رحمان صاحب کو بتانا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ فیاض نے کہا۔ وہ لڑکی زندہ ہے یا مر گئی۔؟

وہ وہیں مر گئی تھی۔۔ عمران نے کہا۔

پھر وہ لاش کیوں لے گئے۔۔ فیاض نے پوچھا۔

وہ ایکسٹو کی ایک ایجنٹ تھی سو پر۔۔ عمران نے کہا۔ اور ایک اہم اطلاع لے کر یہاں  
 آئی تھی دشمن اس کے تعاقب میں تھا بے چاری ایکسٹو سے ملنا چاہتی تھی مگر دشمن نے سارے  
 راستے روک رکھے تھے مجبوراً ایکسٹو کو کال کر کے اطلاع دی تھی۔ ایکسٹو نے سیکرٹ سروس  
 والوں کو وہاں بھیجا اور خود بھی اسے لینے نکل پڑا۔۔

”کیا وہ اتنی ہی اہم ایجنٹ تھی کہ ایکسٹو خود اسے لینے کے لئے گیا تھا۔۔“ فیاض

نے تعجب سے پوچھا۔

”ایجنٹ ہی نہیں بلکہ وہ جو اطلاع اور کاغذات لاتی تھی وہ بھی بے حد اہم  
 تھے اسی لئے ایکسٹو گیا تھا لیکن ایکسٹو کی گاڑی دیکھ کر وہ غلٹ کر گئی اگر وہ یوتھ  
 سے نہ نکلتی تو ماری نہ جاتی۔۔“

تو یہ بات ہے۔۔ فیاض نے کہا۔

ہاں مگر یہ بات صرف تم ہی تک محدود رہنی ہے سو پر۔۔ عمران نے کہا۔ اور  
 میں سمجھتا ہوں کہ تم اس کی اہمیت جانتے ہو گے اس لئے اسے پوری طرح سے راز میں



رکھو گے اور رحمان صاحب کو بھی نہیں بتاؤ گے۔“

”بے فکر رہو عمران۔“ فیاض نے کہا۔ کیا وہ کاغذات جو وہ لائی تھی اسکے بارے میں تمھے یا کہیں اور ہیں؟

”کاغذات لباس میں نہیں تھے مگر وہ ایکٹو کو مل چکے ہیں۔“

”تو اب میں۔۔۔“ فیاض نے کہنا چاہا۔

”وہی کرو جو میں نے کہا ہے۔“ عمران نے بات کاٹ کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ فیاض نے کہا اور ویٹر کو دیکھنے لگا جو کھانے کی رالی لے ای

طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

”ہمارے ملک میں خیر ملکی جاسوسوں کی سرگرمیاں بڑھتی ہی چلی جا رہی ہیں۔“

کھانا ختم کرنے کے بعد فیاض نے کہا تھا۔

”ہاں۔“ عمران نے سر ہلایا۔ ہمارا ملک ایک ایسے حساس خطے میں واقع ہے۔

اس سے دونوں سپر طاقتوں کو دلچسپی ہے اور وہ ہمیشہ ہی چاہتی ہیں کہ ہمارا ملک

ان کا حلیف بن جاتے۔“

”یہی وجہ ہے۔“ فیاض نے کہا۔ کہ ہمارے ملک میں ہمیشہ سیاسی بے چینی

رہتی ہے اور کوئی حکومت پر سکون طریقے سے کاروبار حکومت نہیں چلا پاتا

اور اسے آتے دن ہنگاموں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔“

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔“ فیاض کی بات سن کر عمران نے کہا۔

”امریکہ اور فرانس کے طیاروں کے اغوا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو عمران؟“

فیاض نے موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔

.. میں ان طیاروں کو اغوا نہیں چوری کرنا کہوں گا سوپر۔  
.. وہ کیوں۔؟ فیاض نے پوچھا۔

.. اغوا مسافر طیارے ہوتے ہیں سوپر جن میں طیارے کے عملے کے علاوہ  
درجنوں مسافر سوار ہوتے ہیں انہی میں ہائی جیک بھی ہوتا ہے لیکن لڑاکا طیاروں  
میں صرف دو افراد ہوتے ہیں پائلٹ اور نیوی گیر اور آج کل ایسے فوجی طیارے  
بھی ہیں جن میں صرف پائلٹ ہوتا ہے۔  
.. ہونہ۔۔ فیاض نے سر ہلایا۔

.. ایسا طیارہ قضا سے غائب ہو جاتے تو اسے چوری کرنا کہیں گے چوپاٹلٹ  
سے مل کر کمی گئی ہو بالکل اسی طرح جس طرح گھریلو ملازم کو ملا کر کسی بنگلے میں چور  
کی جاتے۔۔ عمران نے کہا اور فیاض نے سر ہلادیا۔

.. شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔ فیاض نے کہا وہ عمران سے بحث کر کے اپنا  
دماغ نہیں چٹوانا چاہتا تھا۔ خلاف توقع عمران نے بھی زیادہ چھڑچھاڑ نہیں کی  
اور وہ دونوں بل ادا کر کے ٹپ ٹاپ سے روانہ ہو گئے۔

کسٹمر سروس

ایس سی ایم بی بی ایس ڈی اے  
0321-8730057

.. ڈولی آہستہ۔۔ ٹریک نے کراہ کر کہا۔ شدید درد ہو رہا ہے۔  
.. درد تو ہوگا۔۔ ڈولی نے بیٹیج کی پٹی کو آخری گرہ دینے کے بعد کہا۔ کیونکہ کلا

کی ہڈی جوڑ کے پاس سے ٹوٹ گئی ہے۔

”اوہ۔“ فریکرے کراہا۔ ”تو اس لئے درد ہے۔“

”ہاں اور جتنی جلد ہو سکے تمہیں اس پر پلاسٹر بچھوا لینا چاہیے۔“ ڈولی نے

کہا۔ ”ورنہ اگر ہڈی جڑ گئی تو آپریشن کروانا پڑے گا۔“

”مگر۔“ فریکرے نے کہا۔ ”باس نے مجھے انڈر گراؤنڈ ہونے کے لئے کہا ہے اس

میں کسی بھی ڈاکٹر کے پاس نہیں جاسکتا۔“

”تم سے حماقت ہی ایسی سرزد ہوتی ہے فریکرے۔“ ڈولی نے کہا۔ ”ایک معمولی

لڑکی کو تم قابو نہیں کر سکے حیرت ہے۔“

”ہاتھ اس لڑکی کی وجہ سے نہیں ٹوٹا۔“

”پھر؟“ ڈولی نے پوچھا۔

”اس آدمی کی وجہ سے جس نے اسکا پرس اٹھایا تھا۔“ فریکرے نے کہا اور

ہاتھ ٹوٹنے کا سارا واقعہ دوہراتا چلا گیا۔

”پھر بھی تم فائر نہیں کر سکتے۔“ ساری بات سننے کے بعد ڈولی نے کہا۔

”اسنے اتنی تیزی سے گاڑی کو دوڑایا تھا کہ میں کچھ بھی نہیں کر سکا۔“ فریکرے

نے کہا۔ ”میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو وہ بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ گاڑی والا

بجلی کی سی تیزی دکھا گیا تھا۔“

”ہو نہ۔“ ڈولی نے سر ہلایا پھر پوئی۔ ”اب کیا ارادہ ہے؟“

”فی الحال چاہتے بنادو۔“ فریکرے نے کہا۔ ”میں اس حالت میں نہیں ہوں کہ

اپنے اور تمہارے لئے کچھ تیار کر سکوں۔“



اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم مجھے روکنا چاہتے ہو۔ ڈولی نے معنی خیز لہجے میں فریکر کو دیکھتے ہوئے پوچھا اور کھڑی ہو گئی۔  
 ”ہاں سارا دن بوری ہونے سے بہتر ہے کہ میں تمہارے ساتھ وقت گزار لوں۔“  
 فریکر نے برا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے مجھے برک سے اجازت لینا ہوگی۔“  
 فون دوسرے کمرے میں رکھا ہے۔“ فریکر نے ناگواری سے کہا۔ تم برک کو کال کر سکتی ہو اور ہاں اسے بتا دینا کہ مجھے کسی ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔“  
 ”ٹھیک ہے۔“ ڈولی نے کہا اور کمرے سے نکلی چلی گئی۔ فریکر نے میز پر پلیٹ میں رکھی ہوئی درد کم کرنے والی اور اینٹی بائیوٹک گولیاں اٹھا کر منہ میں رکھیں اور پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔ پانی سے گولیاں نگلنے کے بعد وہ اٹھا اور کھڑکی میں جا کھڑا ہوا اور ٹریفک کو دیکھنے لگا۔

ذہن میں گزشتہ رات کے واقعات گردش کر رہے تھے دفعتاً وہ چونک پڑا اسکی نگاہ فٹ پاتھر پر چلنے والے ایک آدمی پر جمی ہوئی تھی یہ ابھی ابھی ایک کار سے اترا تھا اور قریبی اسٹور میں داخل ہو گیا تھا۔

”وہی ہے۔“ اس کے منہ سے نکلا ایک لمحے ہی میں اس کے ذہن میں ان آدمیوں کا نقشہ ابھر گیا جو لاش کو ہسپتال لے جانے کے لئے کہہ رہے تھے۔ یقیناً یہ آدمی لاش لے جانے والوں میں سے ایک تھا۔

”کون وہی ہے۔“ دفعتاً عقب سے ڈولی کی آواز آئی۔  
 ”گزشتہ رات جو لوگ لاش لے اڑے تھے ان میں سے ایک ابھی مجھے نظر آیا

ہے۔“ فریکر نے جلدی سے کہا۔

”کہاں ہے وہ۔“ ڈولی نے کھڑکی کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

”تم اسے نہیں دیکھ سکو گی۔“ فریکر نے کہا۔

”کیوں۔“ ڈولی چونکی تھی۔

”وہ ایک اسٹور میں گیا ہے۔“ فریکر نے کہا۔ ذرا جلدی سے مجھے کوٹ پہناؤ۔

”کیوں۔“ ڈولی نے اسٹینڈ پر سے کوٹ اتار کر فریکر کو پہناتے ہوئے کہا۔

اس آدمی کو پکڑنا چاہتے ہو۔

”نہیں صرف نگرانی تاکہ اسکی رہائش گاہ معلوم ہو سکے۔“

”میں ساتھ چلوں۔“ ڈولی نے کہا۔

”تم۔“ فریکر نے کہا ایک لمحے میں اسکے ذہن میں آگیا کہ وہ ٹوٹے ہوئے

سے کار اسٹیر نہیں کر سکے گا وہ فوراً بولا۔ چلو مگر میرا پوا اور مجھے دے دو اور خود

بھی کوئی کھلونا ہماری سے نکال لو۔“

”ہائٹ۔“ ڈولی نے کہا اور پھرتی سے ہماری۔ کھول کر دو پوا اور نکال کر

ایک فریکر کو تھمایا اور دوسرا اپنے پرس میں رکھ لیا۔

”چلو جلدی۔“ فریکر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے

فلپٹ لاک کر کے لفٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ لفٹ سے گراؤنڈ فلور پر اتر کر وہ

سڑک پر نکل آتے فریکر کو ڈر تھا کہ اس دوران ”شکار“ نکل نہ جاتے مگر شکار کی

کار اپنی جگہ دیکھنے کے بعد اسکے منہ سے اطمینان بھرا سانس نکل گیا تھا۔

”وہ ابھی میا نہیں۔“ فریکر نے ڈولی سے کہا اور اشارے سے شکار والی گاڑی

کشناخت کراتے ہوئے کہا۔ جاؤ اپنی گاڑی لے آؤ۔

”ٹھیک ہے۔“ ڈولی نے کہا اور تیزی سے ایک جانب بڑھتی چلی گئی فریکر بے تابی سے اس کا انتظار کرنے لگا پھر اس وقت وہ چونکا اور بے چینی سے اس طرف دیکھنے لگا جس طرف ڈولی گئی تھی کہ جب اسکا شکار اسٹور سے باہر نکل کر گاڑی کی طرف بڑھنے لگا پھر اس کی گاڑی آگے بڑھ گئی تھی۔

”نکل گیا۔“ فریکر دل ہی دل میں دانت پیس کر بڑبڑایا پھر فوراً ہی اس کے چہرے پر اُمید کی کرن چمکی تھی کیونکہ ڈولی گاڑی لے کر آ موجود ہوتی تھی وہ تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھاتا تھا۔

”جلدی چلو وہ نکل رہا ہے۔“ اس نے پٹھنے کے بعد دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

”میں اُسے دیکھ چکی ہوں۔“ ڈولی نے کہا۔ وہ نکل نہیں سکتا۔“

”میں تو سمجھاتا تھا کہ شکار گیا ہوا تھا۔“

”دو گاڑیاں سگنل پر اٹک گئی تھیں اس لئے ایک دو لمحوں کی دیر ہو گئی۔“ ڈولی

نے دیر کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

”بہر حال دیر آید درست آید والی بات صحیح ہو گئی۔“

”وہ کیسے؟“ ڈولی نے پوچھا۔

”اگر تم اس کے ردانہ ہونے سے پہلے آجانتی اور وہ گاڑی دیکھ لیتا تو اب اپنے

تعاقب میں اُسی گاڑی کو دیکھ کر چونک جاتا۔“

”بہر حال۔“ ڈولی نے کہا۔ ہم نے اسے کھویا نہیں یہی بہت ہے۔“

”ہاں۔“ فریکر نے کہا۔ مگر مجھے اب ایک فکر ہو گئی ہے۔“



”وہ کیا۔ ہڈولی نے پوچھا۔

”میں نے باس کے حکم کی خلاف ورزی کر ڈالی ہے۔“

”اسے بھول جاؤ۔“ ڈولی نے کہا۔ کیونکہ باس جیب ساری بات سننے کا تو دور

تمہاری اس حرکت کو معاف کر دے گا۔“

”بس اسی لئے میں یہ حرکت کر رہا ہوں۔“ فریکر نے کہا۔

”لو وہ رک گیا۔“ ڈولی نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔ انکے شکار کی گاڑی ایک

ہوٹل کے پارکنگ میں جا کر رک گئی تھی ڈولی نے پارکنگ سے دور گاڑی روک دی۔

انکا شکار گاڑی سے اترنے کے بعد بغیر کسی طرف دیکھے ہوٹل میں داخل ہو گیا تھا۔

”اب کیا کریں۔ ہڈولی نے پوچھا۔

”اندر چلیں گے۔“ فریکر نے کہا۔

”اس طرح وہ چوکتا ہو سکتا ہے۔“

”ایسا اس وقت ہوتا کہ جب وہ پہلے ہماری شکلیں دیکھ چکا ہوتا ہے۔“

نے کہا۔ لہذا بے فکر ہو کر چلو وہ ابھی اپنے تعاقب سے واقف نہیں ہے۔“

”تمہاری مرضی۔“ ڈولی نے کہا اور وہ گاڑی لاک کر کے ہوٹل کی طرف بڑھ گئے۔

سب سے پہلے ایک چھوٹی سی لابی ملی تھی۔ لابی میں تین دروازے تھے دو۔ دو محلات

ہال کمروں کے اور ایک آفس کا دروازہ تھا۔

دو میں سے ایک ڈائیننگ ہال تھا اور دوسرے کافی ہال وہ دونوں کافی

ہال میں داخل ہو گئے اور پورے ہال پر نگاہ ڈالی شکار یہاں نہیں تھا وہ کافی

ہال سے باہر نکلے اور ڈائیننگ ہال کی طرف بڑھ گئے۔



”وہ ابھی ابھی باغروم والے دروازے سے برآمد ہوا ہے۔“  
 ”اوہ۔“ فریکر کے منہ سے نکلا۔ ہم بھی کتنے احمق ہیں کہ ہمارا دھیان باغروم کی طرف نہیں گیا اور خواہ مخواہ پریشان ہوئے۔“  
 ”ہاں ویسے محتاط رہو وہ ہم سے چونکھی مینر پر بیٹھا ہے۔“  
 ”نہم نگاہ رکھنا۔“ فریکر نے کہا اور اطمینان سے ڈولی سے ادھر ادھر کو باتیں کرنے لگا گا بے ڈولی شکار کے بارے میں بھی بتا رہی تھی انکے شکار کا کافی اور پائیاں طلب کی تھیں اور اب پائیاں نکل رہا تھا۔

خاور رہائش گاہ سے ناشتہ کرتے ہی چل پڑا تھا اسے کچھ شاپنگ کرنی تھی اور ایک جگہ سے خریداری کرنے کے بعد جب وہ ایک درمیانہ درجے کے ڈیپارٹمنٹل اسٹور سے شاپنگ کر کے روانہ ہوا تو چونک پڑا تھا اسے اپنے عقب میں ایک گاڑی کو آتے ہوئے دیکھا تھا۔

گاڑی کا عقب میں اسکا حیران کن نہیں تھا حیران کن یہ بات تھی کہ جو گاڑی اس کے تعاقب میں آرہی تھی وہ اس کے وہاں سے روانہ ہوتے ہی ہونچی تھی پھر ایک لمحے کے لئے فٹ پاتھ کے پاس وہ رکی تھی اور ایک آدمی دوڑ کر اس میں سوار ہوا تھا اور پھر وہ اس کے تعاقب میں چل پڑی تھی۔



اور اب خاور سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے یا یہ محض اس کا  
واہمہ ہے۔ اگر واہمہ ہے تو آگے چل کر اس گاڑی کو اپنی راہ چلے جانا چاہیے جبکہ تعاقب  
کرتے رہنے کی صورت میں وہ اس کی دم بنی رہتی۔ کافی سوچ بچار کے بعد اس نے عقب میں  
آنے والی گاڑی کو آ زمانے کا فیصلہ کیا۔

اس نے اپنی گاڑی ایک ہوٹل کے پارکنگ میں لے جا کر روکی اور ترکر بغیر کسی طرف  
دیکھے ہوٹل میں داخل ہو گیا شیشے کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی ایک طرف آرٹ  
میں ہو کر اس نے سڑک کی طرف دیکھا تعاقب میں آنے والی گاڑی فٹ پاتھ سے لگی کھڑی تھی  
وہ اس میں سے دو افراد اتر رہے تھے۔

یہ ایک مرد اور ایک عورت تھے مرد کے ہاتھ پر بینڈیج کی ہوئی تھی وہ دونوں  
گاڑی لاک کر کے اسی طرف آ رہے تھے جب وہ ہوٹل کے پارکنگ پلاٹ سے بھی آگے آ گئے  
تو خاور مڑا اور ڈائیننگ ہال میں داخل ہو گیا یہاں خاصہ رش تھا وہ سیدھا یا تھورا  
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ایک باتھ روم میں داخل ہو کر اس نے بسین کا نل کھول دیا اور جیب سے  
ٹرانسمیٹر نکال کر ایکسٹو سے رابطہ ملانے لگا۔

”ایکسٹو۔۔ رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کی آواز آئی تھی۔

”اٹ از خاور چیف۔“ خاور نے کہا۔

”کوئی خاص بات۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

”جی ہاں جناب عالی۔“ خاور نے کہا اور مختصر طور پر اپنے تعاقب میں آنے

والوں کے بارے میں بتاتا چلا گیا۔

”اب وہ لوگ کہاں ہیں۔“

”ہوٹل میں ہی ہونگے جناب عالی۔“ خاور نے کہا۔ کیونکہ انکے ہوٹل کی سرحد میں داخل ہوتے ہی میں ہاتھ روم میں چلا آیا تھا۔“

”اچھا دیکھو خاور۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ جس شخص کے ہاتھ پر بینڈ ہے یہ وہی ہے جسے گزشتہ رات مجھ سے جوڑ فائین کا پرس چھیننے کی کوشش کی تھی اور میرے اچانک گاڑی چلا دینے کی وجہ سے اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا یہ درمیانہ قد کا ذرا بھاری سے جسم کا آدمی ہوگا۔“

”جی ہاں جناب۔“ خاور نے کہا۔ اسے اس پر حیرت نہیں ہوتی تھی کہ گزشتہ رات کی مہم میں ایکسٹو بھی انکے قریب تھا ایسا اکثر ہوتا رہتا تھا اور اب انہوں نے اس سلسلے میں حیران ہونا چھوڑ دیا تھا۔

”اس آدمی کا تعاقب کر کے اسکی رہائش گاہ کا پتہ لگانا ہے۔“ ایکسٹو کی طرف بھراتی ہوتی آواز آتی۔

”اس کے لئے میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے جناب۔“

”کہہ چلو۔“ ایکسٹو نے کہا۔

”آپ مدد تھی اور چوہان کو یہاں بھیج دیجئے میں ان دونوں کی شناخت کر کے اسے بعد میں ڈاج دے کر نکل جاؤنگا اور وہ ان دونوں کے پیچھے لگے رہیں گے“

خاور نے ترکیب بتائی۔

”ٹھیک ہے میں دونوں کو بھیج رہا ہوں۔“ ایکسٹو کی آواز آئی اور رابطہ ہو گیا خاور نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھا اور ہاتھ گیلے کر کے ہاتھ روم

سے باہر نکل آیا۔

پھر جب وہ ڈائٹنگ ہال میں داخل ہوا تو وہ دونوں ایک میز پر موجود تھے اور  
میرے کو آرڈر دے رہے تھے۔ خاور نے دیکھا لڑکی نے اسے دیکھنے کے بعد اپنے ساتھی  
سے کچھ کہا تھا۔ خاور نے سر ہلایا اور ویٹر کے آجانے پر اسے کافی اور پائتوں کا آرڈر  
دے کر ہال میں نظر دوڑانے لگا۔

پھر وہ پائیاں نکل رہا تھا تب چوہان اور صدیقی ہال میں داخل ہوئے تھے  
خاور پر انکی نگاہ پڑ چکی تھی وہ اسی طرف آنے لگے کیونکہ خاور اور اس کا تعاقب  
کرنے والوں کے درمیان دو میزیں ابھی ابھی خالی ہوتی تھیں چوہان اور صدیقی  
نے ایک میز سنبھال لی۔

پھر موقع پاتے ہی خاور نے سیکرٹ سروس کے مخصوص اشاروں میں انہیں  
اپنا تعاقب کرنے والوں کی شناخت کر دینی اور کافی پینے لگا انداز سے جلد سے  
ظاہر نہیں کر رہا تھا کافی ختم کر کے اسنے کپ رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا وہ ایک  
بار پھر باتھ روم کی طرف جا رہا تھا۔

اسے باتھ روم جانے کے چند لمحے بعد چوہان بھی وہاں آ گیا تھا وہ اسے دیکھ کر  
مسکرایا اور بول پڑا۔

”تم نے ان دونوں کو دیکھ لیا نا۔؟“

”ہاں۔“ چوہان نے کہا۔ کہاں سے پیچھے لگا لیا ہے۔؟

”بس شائینگ کے لئے نکلا تھا۔“ خاور نے بتایا۔ ایک جگہ تعاقب کا اح

ہوا تو تصدیق کر کے ایکٹو کو اطلاع کر دی۔“



معاملہ کیا ہے۔ چوہان نے پوچھا۔

”وہی جوزفائین والا معاملہ۔“ خاور نے کہا۔ گزشتہ رات ایکسٹو بھی وہاں

موجود تھا اور اس آدمی کے ہاتھ پر جو بینڈ بچ ہے یہ بھی ایکسٹو کی وجہ سے ہے۔ انڈر  
چیف سے جوزفائین کا پرس چھیننا چاہتا تھا۔“

”او تو یہ بات ہے۔“ چوہان نے سر ہلایا۔

”ہاں اور آپ میں ان کو ڈاچ دے جاؤ نگا بعد میں تمہیں ان کا تعاقب کرنا

رہائش گاہ کا پتہ لگانا ہوگا۔“

”وہ مجھے معلوم ہے مگر۔“ چوہان نے کہا۔ تم ڈاچ کیسے دو گے۔؟

”کسی بھی اسٹور پر انکی نگاہوں سے اچھل ہو جاؤنگا۔“

”ٹھیک ہے مگر اس طرح کہ ان کو یہ شبہ نہ ہو کہ تم تعاقب سے آگاہ ہو۔“

”ہو ورنہ معاملہ خراب ہو جاتے گا۔“

”یہی میں نے بھی سوچا تھا۔“ خاور نے کہا۔

”ٹھیک ہے ہم بعد میں ان کو سنبھال لینگے۔“

”ان کے انداز سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونوں ایک ہی جگہ رہا کرتے

رکھتے ہیں۔“ خاور نے کہا۔

”ظاہر ہے۔“ چوہان نے کہا۔ وہ ہاتھ ٹوٹنے کے بعد اسٹیرنگ نہیں کر سکتا

لہذا وہ لڑکی اسکی مددگار ہے بھلے ساتھ رہ رہی ہو یا نہیں۔ لیکن اسکی رہائش

تک لڑکی لازمی ساتھ رہے گی۔“

”تھ میں چلتا ہوں۔“ خاور نے کہا۔

ہاں جاؤ مگر میرا اشارہ پاٹے کے بعد ہی اٹھنا۔

ٹھیک ہے۔ خاور نے کہا اور رکلا چلا گیا۔ چوہان نے ہاتھ دھوئے بالوں کو سنوارا  
پیرپانچ چھ منٹ بعد وہ ڈائینگ ہال میں پہنچا تھا یہاں وہ جوڑا اب بھی موجود تھا جو خاور  
کا تعاقب کرتا رہا تھا۔

میز پر چائے موجود تھی وہ چائے پینے لگا اس دوران ان دونوں نے نہ خاور کی طرف  
دیکھا تھا اور نہ ہی اس جوڑے کی جانب چائے ختم کر کے چوہان نے خاور کو اٹھ جانے کا اشارہ  
کیا اور صدیقی سے باتیں کرنے لگا۔ چند لمحے بعد اسے خاور کو خارجی دروازے کی طرف  
جاتا دیکھا تھا۔

ایک لمحے بعد ہی وہ دونوں بھی نظر آتے تھے۔ ان کے خارجی دروازے سے نکل  
جانے کے بعد وہ بھی اٹھ گئے پھر وہ پارکنگ لاٹ میں اس وقت داخل ہوئے تھے کہ جب  
خاور کی گاڑی وہاں سے جا چکی تھی۔ چند لمحے بعد آگے پیچھے چوہان اور صدیقی کی گاڑیاں  
بھی سڑک پر آ گئیں۔

تمیز رفتاری سے سفر طے کرتے ہوئے وہ خاور اور اس کا تعاقب کرتے والوں  
تک پہنچ گئے دس منٹ کے سفر کے بعد خاور نے ایک اسٹور کے سامنے گاڑی روک  
دی اور اتر کر اسٹور میں داخل ہو گیا یہ ایک بہت بڑا ڈیپارٹمنٹل اسٹور تھا خاور کے  
اسٹور میں جاتے ہی وہ بھی گاڑی سے اتر آئے تھے۔

پھر جیسے ہی وہ اسٹور میں داخل ہوئے خاور باہر نکلتا نظر آیا تھا جب تک خاور  
وہاں سے روانہ ہوا ان دونوں میں سے ایک بھی ان کو نظر نہیں آیا تھا چوہان گاڑی  
سے اتر پڑا۔

نہم ان کی گاڑی سے کافی دور جا کر رکو۔ ”چوہان نے صدیقی کے پاس پہنچ کر کہا۔  
 ”ٹھیک ہے۔“ صدیقی نے کہا اور گاڑی آگے بڑھا دی چوہان اپنی گاڑی میں  
 آبیڑ یا پیرس منٹ بعد وہ دونوں پوکھلائے ہوئے سے اسٹور سے برآمد ہوئے تو  
 چند لمحے وہ اپنی گاڑی کے پاس کھڑے ادھر ادھر دیکھتے رہے پھر خاور کو نہ پا کر  
 اپنی گاڑی میں روادہ ہو گئے۔

چوہان نے ایک مخصوص فاصلہ دے کر اپنی گاڑی انکی گاڑی کے تعاقب  
 میں ڈال دی تھی۔

تعاقب کا اختتام ایک آٹھ منزلہ بلڈنگ پر ہوا تھا وہ دونوں بلڈنگ  
 کے سامنے گاڑی روک کر اترے اور عمارت میں داخل ہو گئے تھے شاید اسی بلڈنگ  
 کے کسی فلیٹ میں انکی رہائش تھی پھر پانچویں منزل کی گیلری میں مرد کا چہرہ نظر  
 آیا تھا۔

صدیقی نے ٹرانسمیٹر نکال کر آن کر لیا۔  
 ”اکیسٹو۔“ فوراً ہی رابطہ قائم ہوا تھا۔  
 ”ہم انکی رہائش گاہ تک پہنچ گئے ہیں چیف۔“ صدیقی نے کہا۔  
 ”ان کو تعاقب کا شبہ تو نہیں ہوا۔؟“  
 ”جی نہیں جناب عالی۔“

”خاور کی پوزیشن کیا رہی۔؟“  
 ”وہ آسانی سے ان کو ڈاچ دے کر نکل گیا تھا جناب۔“ صدیقی نے کہا۔  
 اور تفصیلات بتانے لگا۔



”مجھے تمہاری اس بات پر شبہ ہے کہ وہ اپنے تعاقب سے آگاہ نہیں ہو سکے۔“

ساری بات سننے کے بعد اکیٹو نے کہا۔

”مجھے یقین ہے چیف کہ وہ تعاقب سے آگاہ نہیں ہو سکے ہیں اگر ایسا ہوتا تو۔“

صدیقی نے کہا۔ وہ اپنی رہائش گاہ نہ آتے۔“

”ٹھیک ہے۔“ اکیٹو کی آواز آئی۔ اب تم ان کے فلیٹ تک پہنچو اور ان دونوں

کو پکڑ کر دانش منزل لے آؤ۔“

”رائیٹ چیف۔“ صدیقی نے کہا اور فوراً ہی رابطہ منقطع ہو گیا صدیقی نے

ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھا اور گاڑی سے باہر نکل آیا اس کا رخ چوہان والی  
گاڑی کی جانب تھا۔

”کیا بات ہے۔“ چوہان نے پوچھا۔

”میں نے چیف کو کال کی تھی۔“

”مجھے معلوم ہے۔“ چوہان نے کہا۔ میں دیکھ رہا تھا۔“

”ان دونوں کو پکڑ لانے کا حکم ہوا ہے۔“

”چلو پھر۔“ چوہان گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔

”چیف نے اس بات پر شبہ ظاہر کیا ہے کہ ان دونوں کو اپنے تعاقب کی خبر

نہیں ہو سکی ہے۔“ صدیقی نے کہا۔

”اسکی کوئی وجہ بھی تو ہوگی۔“

”پتہ نہیں کس بات سے چیف کو شبہ ہوا ہے۔“ صدیقی نے کہا۔ میں نے تو صرف

وہی واقعات بتائے تھے جو گزرے ہیں۔“

بعد میں اسے دیکھیں گے پہلے ان کو قابو میں کرتے ہیں۔ چوہان نے کہا اور وہ ہمارے  
کی طرف بڑھنے لگے۔

پانچویں منزل کی گیلری میں وہ نظر آیا تھا۔ صدیقی نے کہا۔  
”ٹھیک ہے وہیں سے ابتدا کریں گے۔“ چوہان نے کہا اور عمارت میں داخل  
ہو گیا صدیقی اس کے عقب میں تھا یہاں لفٹ موجود تھی وہ دونوں لفٹ میں بیٹھے  
اور خود کار لفٹ کا پانچویں منزل کا بین دیا دیا۔ پانچویں منزل پر دس فلیٹ  
تھے اور ان سب کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔

کھلے ہوئے دروازے میں کئی عورتیں اور بچے موجود تھے وہ ان کو حیرت  
سے دیکھ رہے تھے یہ سب غریب متوسط طبقے کے افراد تھے اور ان کے چہروں  
لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی انہوں نے دیکھ رہے ہوں۔

”کسے دیکھ رہے ہو بیٹا۔“ دفعتاً ایک بڑی بی نے پوچھ ہی لیا۔

”وہ ابھی ہمارے ایک دوست اور اسکی بیوی یہاں آتے تھے۔“ صدیقی نے

کہا۔ ان ہی کا فلیٹ تلاش کر رہے ہیں۔“

”ان کا فلیٹ؟ بڑی بی نے تعجب سے کہا۔

”جی ہاں کیوں؟“ صدیقی نے کہا۔ کیا یہاں اس بلڈنگ میں ہمارے دوست

کا فلیٹ نہیں ہے۔“

”تم اس جوڑے کی بات کر رہے ہونا جس کے مرد کے ہاتھ پر بڑی بندھی ہوئی

تھی۔“ بڑی بی نے پوچھا اور چوہان کا ماتھا ٹھنک گیا وہ سمجھ گیا کہ انہیں چوٹ

ہوگئی ہے اور چڑیاں اڑ چکی ہیں۔

جی ہاں وہی۔۔ صدیقی نے کہا۔

بیٹا وہ تو اس لفٹ سے آتے تھے اور پھر زینوں سے نیچے چلے گئے تھے۔ بڑی بی

نے کہا اور صدیقی چونک پڑا۔

”کیا آپ سچ کہہ رہی ہیں۔“ صدیقی نے پوچھا۔

”اے لویٹیا مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔“ بڑی بی تنک کر بولیں۔

”جھوٹ وہی۔“ چوہان نے کہا۔ ”آؤ چلیں وہ ہمیں چوٹ دے گئے ہیں۔“

”کیا۔؟“ صدیقی نے کہا۔ ”یہ بلڈنگ انکی۔۔۔۔“

”ہاں رہائش گاہ نہیں ہے۔“ چوہان نے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور

وہ لفٹ سے نیچے آ گئے۔

”ارے انکی گاڑی۔“ غارت سے باہر آتے ہی صدیقی کے منہ سے نکلا

تھا ان دونوں کی گاڑی غائب تھی۔

”کہانا چوٹ ہو گئی۔“ چوہان نے کہا۔ وہ تعاقب سے آگاہ ہو چکے تھے مائی

ڈیر صدیقی اور یاخویں منزل پر اپنا چہرہ اسی لئے دکھایا تھا کہ ہمیں یقین آجائے کہ

انکی رہائش اسی بلڈنگ کے فتنہ فادر پر ہے۔“

”اوہ۔“ صدیقی ٹھنڈا سانس بھر کر بولا۔ ”تو چیف کا شبہ درست نکلا

وہ ہمارے وجود سے آگاتھے۔“

”اب اور کتنی۔“ تپہ کہلواؤ گے۔“ چوہان نے کہا۔

”چلو۔“ صدیقی نے کہا اسکا چہرہ اتر گیا تھا۔

”انکی گاڑی کا نمبر نوٹ کیا ہے۔؟“ چوہان نے پوچھا۔



”ہاں۔“ صدیقی نے کہا۔ مگر مجھے امید ہے کہ وہ نمبر جلی ہوگا۔  
 ”شاید۔“ چوہان نے کہا اور وہ اپنی... گاڑی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔  
 سوچ رہا تھا کہ حیف نے حالات سن کر شک کا اظہار کر دیا تھا اور وہ سب کچھ  
 دیکھتے ہوئے بھی کچھ نہ سمجھ سکے اور چوٹ کھا گئے۔

عمران بوکھلا کر اٹھل پڑا تھا اسے ایسا ہی لگا تھا کہ جیسے وہ کسی طوفان  
 کی زد میں آ گیا ہو یا ہوا کے کسی تیز و تند جھونکے نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہو یا  
 آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا پھر جیسے ہی سامنے نگاہ پڑی حیرت زدہ رہ گیا  
 کیٹن قیاض کا یہاں کیا کام؟

اسنے سوچا۔ قیاض کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور سرخ سرخ  
 آنکھوں سے لگ رہا تھا کہ وہ رات بھر جاگتا رہا ہے۔  
 ”کک... کیا ہوا اس... سوپر؟ اسنے قیاض کو دیکھتے ہوئے بوکھلا

بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ملک پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے اور تم سو رہے ہو۔“ قیاض نے بیانیہ

میں کہا اور عمران چونک پڑا۔

”کک... کیا جج... جنگ چھڑ گئی ہے...؟“

”اس سے بھی زیادہ۔“ فیاض نے کہا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔  
 ”ہوا کیا ہے سوپر؟“ عمران نے بستر سے اٹھتے ہوئے کہا وہ حقیقتاً فیاض کے  
 پر اسرار رویے پر فکر مند ہو گیا تھا۔

”وہی تمہارا رات والا معاملہ ہے۔“  
 ”کیا ڈیڈی نے ڈانٹ پٹھکارا۔۔۔۔۔“  
 ”نہیں۔“ فیاض بات کاٹ کر بولا۔ بات کچھ اور ہے۔“  
 ”کہہ چلو ورنہ مجھے اختلاج گردہ اور دورہ قارورہ پڑ جائے گا۔“  
 ”تم نے رات کو غیر ملکی جاسوسوں کے سلسلے میں بات کی تھی نا۔؟“ فیاض نے  
 چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں کیا کوئی اور جاسوس پکڑا گیا ہے۔؟“  
 ”نہیں۔“ فیاض نے کہا۔ بلکہ طیارے اغوا کر لے والوں نے امریکہ فرانس  
 اور ہمارے ملک کو دھمکی دی ہے۔“

”دھمکی۔؟“ عمران نے چونک کر دوہرایا۔  
 ”ہاں بلکہ دھمکی نہیں الٹا میٹیم کہنا زیادہ مناسب ہے۔“  
 ”وہ کیا۔؟“ عمران نے پوچھا۔ دوہرا چلو سوپر۔“  
 ”امریکہ اور فرانس سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے ایٹمی پلانٹ ایک ماہ  
 کے اندر اندر تباہ و برباد کر دیں۔“  
 ”اوہ۔“ عمران کے منہ سے نکلا۔

”اور ہمارے ملک سے کہا گیا ہے کہ ہم اپنے ملک سے ساری ایٹمی سفیات پندرہ

دن کے اندر اندر ختم کر دیں ورنہ ....

ورنہ کیا۔ فیاض کے چپ ہونے پر عمران نے پوچھا۔

”وہ تینوں ملکوں کے سوئے ہوئے آتش فشاںی سلسلوں پر اٹھیم ہم اور

ہائپر و جن ہم گرا کر انہیں بیدار کر دیں گے۔“

”اوہ۔“ عمران کے منہ سے نکلا۔ تو یہ بات ہے۔“

”ہاں پوری دنیا میں اس وقت سنسنی کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔“ فیاض نے کہا۔

”یہ ایک خطرناک مطالبہ ہے۔“

”بے شک۔“ عمران نے کہا۔ اگر واقعی مجرموں نے اپنا کہا پورا کر دیا تو بہت

زیادہ تباہی اور بربادی پھیلے گی۔“

”امریکہ اور فرانس میں تو آتش فشاںی سلسلے بہت زیادہ ہیں۔“ فیاض

نے کہا۔ اس میں سے کئی بیدار بھی ہیں۔“

”یوں سمجھ لو کہ اگر تینوں ملکوں کے سوئے ہوئے آتش فشاںی سلسلے بیدار

کر دیئے جائیں تو آدھی دنیا جل کر راکھ ہو جائے گی۔“

”نہیں۔“ فیاض کے منہ سے نکلا۔

”جب ان تینوں ملکوں کے آتش فشاں بیدار ہو جائیں گے تو ان سے منکا

دوسرے آتش فشاں بھی خود بخود پھٹ پڑیں گے سو پیر اور اگر تم نے جغرافیہ

پڑھا ہے تو خود سوچ لو کہ کیا حشر ہوگا۔؟

”دنیا کی یقینی تباہی۔“ فیاض نے کہا۔ یہ سلسلے تو دائرے کی شکل میں دنیا

کو گھیرے ہوئے ہیں۔“



یہ بتاؤ کہ یہ مطالبہ کس طرح سے کیا گیا ہے۔  
 تینوں ملکوں کے سربراہان مملکتوں کو فون اور ٹرانسمیٹر کالز کے ذریعے اس

ایڈیٹم سے باخبر کیا گیا ہے۔

بس یا اور بھی کوئی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔  
 اس کے علاوہ تینوں ملکوں کی وزارت دفاع اور بڑے بڑے اخباروں کے  
 ایڈیٹروں کو ٹیپ ریکارڈز بھیجے گئے ہیں۔

اور ان ٹیپ ریکارڈز میں یقیناً مطالبہ اور دھمکی کو دوہرایا گیا ہوگا۔  
 عمران نے فیاض کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

تمہارا خیال صحیح ہے عمران۔ فیاض نے کہا۔

پھر تم فکر مند کیوں ہو۔ عمران نے پوچھا۔

کیا یہ فکر کی بات نہیں ہے۔

”ہے۔“ عمران نے کہا۔ ہاں یہ بتاؤ کہ مطالبہ کس کی طرف سے کیا گیا ہے۔  
 فلسطینی آرمی کی طرف سے۔

”کیا۔“ عمران چونکا تھا۔ یہ کیا نام ہوا۔

”یہی نام سامنے آیا ہے۔“ فیاض نے کہا۔ ان لوگوں نے اعتراف کیا ہے کہ  
 دونوں طیارے انہوں ہی نے اغوا کئے ہیں اور وہ بھی اس لئے کہ ان کی مدد سے  
 تینوں ممالک کے آتش فشاں سلسلوں پر ایٹم بموں اور ہائیڈروجن بموں کو  
 بارش کر کے ان کو تباہ و برباد کیا جاسکے۔

مگر ان کے پاس اتنے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم آسنیگے کہاں سے۔ عمران

نے کہا۔ دونوں اغوا شدہ بیاروں میں شاید چھ چھ اٹیم بم تین ہائیڈروجن بم اور ایک کیمیاوی بم لدا ہوا ہے جبکہ دھکی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ان کو لاتوا اٹیم بموں اور ہائیڈروجن بموں کی ضرورت پڑے گی سو پیر۔“  
 ”ان لوگوں نے ٹیپ ریکارڈر سے بھیجے گئے پیغام میں اس کی وضاحت کی ہے۔“ فیاض نے کہا۔

”وہ کیا وضاحت ہے۔“ عمران نے پوچھا۔  
 ”کچھ عرصے قبل امریکہ کے اسلحہ خانے سے جو اٹیم بم چوری ہوئے تھے وہ ان لوگوں ہی نے اڑاتے تھے اور تمہیں یاد ہوگا کہ وہ چالیس اٹیم بم تھے جبکہ بارہ میں امریکہ نے کہا تھا کہ وہ ناکارہ بم تھے۔“  
 ”ہونہ۔“ عمران نے سر ہلادیا۔ بات تشویشناک بھی تھی اور خوف و حراہ پھیلانے والی بھی یقیناً دینا بھر میں سستی پھیل چکی ہوگی۔“  
 ”پہلے اسے راز رکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔“ فیاض نے کہا۔ مگر امر اخبارات نے صمیمی چھاپ کر اسے افشاں کر دیا۔“

”اور اپنے ہاں۔“ عمران نے پوچھا۔  
 ”اب تک صمیمی آچکے ہونگے۔“ فیاض نے رسٹ واپس دیکھتے ہوئے کہ ”تم میرے پاس کیوں دوڑے چلے آتے۔“ عمران نے پوچھا۔  
 ”رات کو تم نے مار یونکس والے معاملے میں قومی سلامتی کا حوالہ دیا تھا یاد ہے نا۔“ فیاض نے کہا۔

”ہاں۔“ عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

۔ بس پھر جب یہ دھمکی سامنے آئی تو میں سمجھ گیا کہ تم کیا چھپا رہے تھے۔۔ فیاض نے کہا۔ یقیناً ایکسٹو کی ایجنٹ اسی سلسلے میں کوئی رپورٹ لے کر آئی ہوگہ جسے دشمنوں نے سمرسٹ اسٹریٹ پر چلتی کر ڈالا۔

کافی ذہین ہوتے جا رہے ہو سو پر۔۔ عمران نے کہا اس نے فیاض سے اس کوچپا نے کی کوشش نہیں کی تھی۔

۔ اس سلسلے میں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتاؤ۔۔ فیاض نے کہا۔ میں ان لوگوں کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔۔

۔ فی الحال ان لوگوں کے بارے میں تم کوئی اقدام نہیں کرو گے۔۔

۔ میں سمجھتا ہوں۔۔ فیاض نے کہا۔

۔ ہاں یہ بتاؤ کہ حیرال کرا فورڈ ہی اس کلب کا مالک ہے تا۔؟

۔ ہاں۔۔ فیاض نے سر ہلایا۔ مگر وہ بے حد پراسرار ہے۔۔

۔ پراسرار کی وضاحت کرو۔۔

۔ میں نے متعدد بار اس سے ملنے کی کوشش کی تھی مگر ایک دفعہ کے علاوہ کبھی

بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔۔

۔ ملنے کی کوشش کیوں کی تھی۔؟

۔ صاف بتاؤں۔۔ فیاض نے کہا۔ بھتے میں اضافے اور اسی قسم کے کچھ

ضروری معاملات طے کرنے کے لئے میں اس سے ملا تھا۔۔

۔ اس میں پراسراریت کیا ہے۔؟

۔ کلب کی عمارت چند منزلہ ہے۔۔ فیاض نے کہا۔ مجھے ایک لفٹ کے



ذریعے جیرال نک لے جایا گیا تھا مگر کیا تم یقین کرو گے عمران کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا  
کہ وہ لفٹ ادا پیر گئی تھی یا نیچے۔

گویا تمہیں کوئی احساس نہیں ہوا کہ لفٹ ادا پیر گئی تھی یا نیچے تنہا نولہ  
میں تمہیں لے جایا گیا تھا۔

ہاں البتہ جب مجھے جیرال کے سامنے لے جایا گیا تو میں نے محسوس کیا کہ میں بہت  
زیادہ ادنیٰ جاتی پر کہیں موجود ہوں۔

اس خیال کی وجہ سو پیر۔  
جیرال کے کمرے میں تنہا نے والی کوئی بات نہیں تھی۔ فیاض نے کہا۔ دگلا  
اور نہ ہی تم آلود مصنوعی ہوا۔

ہو نہ۔ عمران نے سر ہلایا۔ جیرال کا حلیہ دوہراؤ۔  
حلیہ۔ فیاض نے کہا اور جیرال کے خدو حال دوہرا نے لگا۔  
اب پراسرار کی وضاحت کرو۔ عمران نے پھر کہا۔

اس دن کے بعد سے اب تک میں نے جیرال کو کہیں نہیں دیکھا۔ فیاض نے کہا  
میں نے سادہ لباس والے کلب کے آس پاس لگاتے ملازم کی حیثیت سے کئی کئی  
انہوں نے کلب میں کام بھی کیا مگر وہ جیرال کی طرح بھی نہ دیکھ سکے مجبوراً مجھے ان سے  
کو وہاں سے ہٹانا پڑا۔

ہو سکتا ہے جیرال تم سے میک اپ میں ملا ہو۔  
اگر ایسا تھا پھر بھی کسی پر تو شک ہوتا نا کہ یہ جیرال ہے۔ فیاض نے  
کہا۔ مگر کوئی بھی ایسا فرد سامنے نہیں آیا۔

یقیناً یہ پراسرار بات ہے۔ عمران نے کہا۔ تمہارے آدمیوں نے اس لفٹ باکس سے پتہ لگانے کی کوشش نہیں کی جس کے ذریعے تمہیں جیرال کے مرنے تک لے جایا گیا تھا۔ باوہ لفٹ باکس بھی غائب ہو گیا ہے۔

وہ لفٹ باکس اپنی جگہ پر موجود ہے۔ فیاض نے کہا۔ مگر تمہیں سن کر حیرت ہوگی کہ اس لفٹ باکس کے نیچے صرف مشین نصب ہونے کا آٹھ فٹ کا گڑھا ہے اور اوپر کلب کی چھت پر لفٹ باکس کھینچنے والی مشین نصب ہے۔

ہو سکتا ہے تمہیں کسی اور لفٹ سے لے جایا گیا ہو۔

نہیں میں نے اس لفٹ کی اور اس کے آس پاس راہداری میں کچھ نشانیاں ذہن نشین کر لی تھیں انہی کے سہا یے سادہ لباس والوں نے اسے چیک کیا تھا ویسے بھی اسکے علاوہ وہاں اور کوئی لفٹ نہیں ہے۔

ہو نہ۔ عمران نے سر ہلادیا بات واقعی پراسرار تھی۔

اب میں سوچ رہا ہوں کہ اگر جیرال اس میں ملوث ہے تو یہ سب کیا دھرا امریکہ اور امریکا کا ہے۔

وہ کیسے۔ عمران نے پوچھا۔

جیرال یہودی ہے۔ فیاض نے کہا۔ اور ماریوا اس کا ملازم۔

آگے کہو۔ عمران نے اسکے خاموش ہونے پر کہا۔

اور یہ ساری دنیا جانتی ہے کہ ہمارا بڑا بڑا دوست دشمن اور امریکہ یہ ہرگز نہیں چاہتے کہ ہمارا ملک ایٹمی طاقت بنے کیونکہ اس طرح ان کے یہ عزائم پورے نہیں ہوتے کہ ہمارے بڑے دشمن کو ایشیا کی سپر طاقت بنادیں اور وہ پورے ایشیا پر اپنی چوہدری

جھا کر انکو غلام بنالے اور خود امریکہ کا غلام بن جائے اور وہ اس کے ذریعے اپنے منافع حاصل کر سکے۔

”ہونہہ۔“ عمران نے اس پر تبصرہ کرتے بغیر کہا۔ اس لفٹ باکس کے سلسلے میں ہر نشانیاں ذہن نشین کی تھیں وہ بتاؤ۔“  
 ”اوہ۔“ فیاض نے عمران کو دیکھا پھر نشانیاں بتاتے لگا عمران اسکا بتانا ہر بات ذہن نشین کرتا جا رہا تھا۔

”ایکٹو۔“ بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔  
 ”اٹ از چوہان۔“ دوسری جانب سے آواز آئی۔  
 ”رپورٹ۔“ بلیک زیرو ایکٹو کے مخصوص لمبے میں غرایا۔  
 ”وہ ہمیں ڈاج دے گئے چیف۔“  
 ”کیا میں نے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا۔“ بلیک زیرو یہ حیثیت ایکٹو غرایا۔ کہ لا  
 لوگوں کو تعاقب کا شہ ہو گیا ہے۔“  
 ”سوری چیف۔“ چوہان کی آواز آئی۔

”تفصیلات دوہراؤ۔“ بلیک زیرو نے اسی غراہٹ بھرے لمبے میں کہا۔  
 ”وہ ایک بلڈنگ میں گھسے تھے چیف۔“ چوہان نے کہا اور ساری تفصیلات



دوہراتا چلا گیا پھر بولا۔ اس طرح وہ ڈاج دے کر نکل گئے۔  
 ”تم سے اتنا نہ ہوا کہ ایک باہر ہی رک جاتا۔“ بلیک زیرو نے غرا کر کہا۔ آنے احمق  
 پن کا مظاہرہ کرو گے تم لوگ مجھے نہیں معلوم تھا۔  
 ”سس... سوری چیف۔“ چوہان کی آواز آئی لہجے میں کیکیا ہٹ تھی اکیٹو کی غصیل  
 غراہٹ ان لوگوں کو لرزہ کر رکھ دیتی تھی۔

”اب کہاں سے بول رہے ہو۔“  
 ”رہا تیش گاہ کی طرف جا رہے ہیں جناب۔“  
 ”وہیں تک محدود ہو جاؤ۔“ بلیک زیرو غرا یا اور رابطہ منقطع کر دیا پھر  
 اس نے عمران کی فری کوئٹنی سیٹ کی ادرا سے کال کرنے لگا۔ مگر مایوسی ہوئی۔ چوہان  
 صدیقی اور خاور کی کالیں آنے کے بعد سے وہ براہِ عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش  
 کرتا رہا تھا مگر عمران سے کسی طور رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا۔  
 کچھ سوچ کر اس نے فون اپنی جانب کھسکایا اور عمران کے فلیٹ کے وہ نمبر ڈائل  
 کرنے لگا جن کا اندراج فون ڈائریکٹری میں نہیں تھا۔  
 ”ہیلو جی۔ کون ہے کس کے سیٹ میں درگزر دہاٹھا ہے۔“ ریسپونڈر اٹھاتے  
 جانے کی آواز کے ساتھ ہی سلیمان کی دہاڑتی آواز سنائی دی۔  
 ”میں طاہر بول رہا ہوں۔“

”ہاں ہاں بولو بولو۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ بولنے کے لئے ہی فون رہ گیا  
 ہے کیا دوسرا کوئی فو... فو... فو... ”سلیمان فون پر اٹک گیا شاید اسے خیال  
 آگیا تھا کہ وہ عام فون پر بات نہیں کر رہا۔“

”کیوں۔“ طاہر غرایا۔ ”اگلی عقل یا ابھی آنا باقی ہے۔“  
 ”معافی دو طاہر صاحب جی۔“ سلیمان کی بھیک مانگتی آواز آئی۔ میں کچھ ادھر  
 سمجھ کے فول اول... اول فول بک رہا تھا جی۔“

”عمران ہے۔“ بلیک زیرو نے پوچھا۔  
 ”وہ ابھی ابھی فیاض صاحب کے ساتھ نکلے ہیں۔“

”کہاں گئے ہیں کچھ معلوم ہے۔“  
 ”جی نہیں۔“ سلیمان کی آواز آئی۔

”کیا فیاض غصے میں تھا۔“ بلیک زیرو نے پوچھا اسے خیال آیا تھا کہ کہیں ایم  
 تو نہیں کہ کسی بات پر غصے ہو کر فیاض عمران کو پکڑ لے گیا ہو اکثر اوقات وہ  
 عمران کو گرفتار کر لینے کی دھمکیاں دیتا رہتا تھا۔

”جی نہیں جناب۔“ سلیمان نے کہا۔ وہ تو گھبراتے ہوئے سے آئے تھے صاحب  
 سو رہے تھے ابھی نے صاحب کو جگایا تھا پھر نجانے کیا کیا امریکہ اور فرانس کے بارے  
 میں باتیں کرتے رہے تھے پھر صاحب تیار ہو کر ان کے ساتھ چلے گئے۔“  
 ”اچھا ٹھیک ہے اب میں تو میرے بارے میں بتا دیتا۔“

”جی اچھا۔“ سلیمان کی آواز آئی اور بلیک زیرو نے رابطہ منقطع کر دیا  
 اپنی حماقت پر تاؤ ڈال رہا تھا اگر وہ ٹراسنیر پر کال کرنے کے بجائے فون کرتا تو اب  
 تک عمران سے کبھی کا رابطہ قائم ہو گیا ہوتا۔

”اسنے ٹنڈا سانس بھرا اور سوچنے لگا کہ اب کیا کرے۔“ خا۔ نے ایک  
 تلاش کیا تھا مگر وہ چوہاں اور صدیقی کی حماقت سے ضائع ہو گیا اگر وہ ہاتھ لگائے

کی رہائش گاہ معلوم کر لینے میں کامیاب ہو جاتے تو وہ اسے اغوا کر کران لوگوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر سکتا تھا کہ جن لوگوں نے انکی ایجنٹ جوزفائن کو قتل کرایا تھا فقط داخلی فون کی گھنٹی بول پڑی اور بلیک زیرو نے ریسور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

۔۔۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ دوسری طرف کوٹھی کا ہی کوئی آدمی بات کرنا چاہ رہا ہو گا اسی لئے اسے ایکسٹو کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔  
ڈاکٹر احمد بول رہا ہوں جناب۔۔۔

کوئی خاص بات ہے۔؟  
جی ہاں۔ مس جوزفائن کا لباس ایک گھنٹے قبل میرے پاس آیا تھا اسے سبھی میں جلانے سے قبل دیکھا گیا تھا۔  
پھر؟ طاہر نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا اسے یقین ہو گیا تھا کہ جوزفائن کے لباس سے کوئی خاص چیز ملی۔

انکے لباس کی ترقی پاتی سے دو مائیکروفونیں نکلی ہیں جناب۔۔۔  
یقینہ لباس کی پھر تلاشی لو۔ بلیک زیرو نے اپنے اضطراب کو چھپاتے ہوئے کہا۔ ممکن ہے کچھ اور بھی ہو۔۔۔

جی نہیں اب کچھ نہیں ہے۔ ڈاکٹر احمد نے کہا۔ ہم نے لباس کو ایک ایک دھجی کر کے دیکھ لیا ہے۔۔۔

کیڑوں کا جائزہ بھی لیا تھا۔؟  
جی ہاں مگر کیڑے کے کسی بھی حصے پر کوئی تحریر نظر نہیں آئی اس کے بعد ہم



”آئی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔“

”گڈ۔ وہ فلمیں آپریشن روم میں بھجوا دو۔“

”بہت بہتر جناب۔“ ڈاکٹر احمد کی آواز سنائی دی۔ اس لباس کے بارے

میں کیا جملہ نے کی اجازت ہے۔“

”نہیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ عمران صاحب کی آمد تک اسے محفوظ رکھنے لگا۔

”جو حکم جناب۔“

”لاش کا کیا کیا۔“ طاہر نے پوچھا۔

”عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کروادی گئی ہے جناب۔“

”رائیٹ۔“ بلیک زیرو نے کہا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔ وہ ریسور رکھ کر اٹھا

تیزی سے آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا یہاں ڈاکٹر احمد خود مائیکرو فلمیں لے کر موجود تھا۔

بلیک زیرو نے فلمیں لے کر اسے رخصت کر دیا اور پروجیکشن روم میں چلا آ

یہاں مائیکرو فلموں کا پروجیکٹر موجود تھا سامنے بڑی سی اسکرین بھی تھی۔

بلیک زیرو نے ایک فلم پروجیکٹر پر لگائی اور اسے آن کر دیا اسکرین پر ایک آدمی کی تصویر نمودار ہوتی تھی۔

پھر ایک عورت کی تصویر ابھری اور.... سین بدلتے رہے اور بلیک

خاموشی سے دیکھتا رہا۔

آدھے گھنٹے میں اس نے دونوں فلمیں دیکھ ڈالیں اور فلمیں جیب میں رکھ

وہ پروجیکشن روم سے باہر نکل آیا۔ اسکے ذہن میں ہلچل مچی ہوئی تھی سنسنی سی دوڑ

رہی تھی جسم میں۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ جوز فائین نے اپنی جان کی قربانی دے کر انکے ملک کو ایک  
 بری تباہی سے بچا لینے کی کوشش کی ہے۔ ایک خطرناک سازش کا انکشاف کیا ہے یقیناً،  
 جوز فائین انکے ملک کی وفادار ترین عورت تھی۔ وہ دوسرے کمرے میں آیا پھر بیٹھنا ہی  
 چاہتا تھا کہ چونک گیا۔

پھر آگے بڑھا اور مخصوص سیف کھول کر دونوں فلمیں اس میں رکھیں اور سیف  
 بند کر کے اطمینان سے صوفے پر آ بیٹھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ عمران سے کس طرح  
 سے رابطہ قائم کیا جائے۔ پٹرالنیمیر یقیناً عمران کے پاس نہیں تھا اگر ہوتا تو بار بار  
 کال کرنے کے بعد عمران سے رابطہ قائم ہو گیا ہوتا۔

سوچتے ہوئے اس نے اخبارات پر نگاہ ڈالی اور بری طرح سے چونک پڑا ایک  
 بہت بڑے اور مشہور اخبار کا ضمیمہ تھا اخبار یہاں دارالحکومت ہی سے نکلتا تھا  
 وہ سرخی پڑھتا چلا گیا۔

”پندرہ دن میں اٹمی تنبیضات تباہ کر دو در نہ سوئے ہوئے  
 آتش فشاؤں پر ایٹم بموں کی بارش کر کے ان کو بیدار کر دیا جائے  
 گا اور اس طرح.....“

جوں جوں بلیک زیرو خبر پڑھ رہا تھا اس کے ہیمان میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا  
 فزع م ہوتی تو اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا جوش اور ہجانی جذبے نے خون کا  
 ران بڑھا دیا تھا۔

ابھی ابھی مائیکرو فلموں کو دیکھنے کے بعد وہ جس سازش سے باخبر ہوا  
 تھا یہ ضمیمہ تیار رہا تھا کہ وہ سازش شروع ہو چکی ہے۔

اسے ملک کے خلاف دشمنوں نے کام شروع کر دیا ہے اس نے یہی فی انداز میں راز  
اٹھایا اور عمران کو لگا کر رابطہ قائم نہیں ہوا۔ پھر وہ فون کی طرف متوجہ ہوا  
اور ہر اس جگہ کال کرنے لگا جہاں عمران کے ملنے کی امید تھی۔ مگر عمران کا کہیں تیر نہیں  
تھا وہ تو گدھے کے سر سے سینک والے محاورے کی طرح غائب تھا دفعتاً فون کی گھنٹی  
بجی اور اس نے جھپٹ کر لیسیور اٹھالیا۔

۔ ہیلو کون بول رہا ہے۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز آئی۔  
۔ طاہر۔ بلیک زیرو نے مردہ لہجے میں کہا وہ عمران کی آواز سننے کا متمنی تھا اگر  
یہاں سر سلطان بول رہے تھے۔

۔ عمران کہاں ہے۔ سر سلطان نے پوچھا۔  
۔ میں خود صبح سے انکو تلاش کر رہا ہوں جناب۔  
۔ وہ جہاں بھی ملے اس سے کہو کہ مجھ سے رابطہ قائم کرے۔  
۔ بہت بہتر جناب۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے جواب دینے کے ساتھ ہی  
دوسری جانب سے رابطہ منقطع کر دیا گنا تھا۔

عمران کے چہرے پر بیک اپ تھا اور جسم پر سلیقے کا لباس وہ ایک میٹر پر بیٹھا  
انہی ساتھی سے منہں منہں کر باتیں کر رہا تھا۔



آپ بہت دلچسپ آدمی ہیں شہباز صاحب۔ اسے ہنستے ہوئے کہا عمران نے اسے

اپنا نام شہباز ہی بتایا تھا۔

اب یہی دیکھو۔ عمران کہہ رہا تھا۔ ایک دفعہ تم جیسی ایک حسینہ نے پوچھ لیا

تھا کہ یہ دلچسپ کیا ہوتا ہے۔

آپ نے کیا جواب دیا تھا۔ اسے پوچھا۔

یہی کہ دل تو دل ہوا اور چسپ کے معنی چپکنا یعنی دلچسپ کا مطلب ہوا

دل کا کہیں چپک جانا۔

واہ واہ واہ۔ وہ مسکرا کر بولی۔ بہت اچھی تشریح ہے۔

ہے نا۔ عمران نے کہا۔ مجھے یقین تھا کہ تمہیں پسند آئے گی۔

آپ بہت دلچسپ انسان ہیں مسٹر شہباز۔ اسے دوبارہ کہا۔ اور میں

سمجھتی ہوں کہ آپ کے ساتھ وقت گزار کر مجھے افسوس نہیں ہوگا۔

نہیں بالکل نہیں۔ عمران نے کہا۔ چہرے پر حماقت کے ڈونگرے برس رہے

تھے اور لہجے میں معصومیت بدرجہ اتم موجود تھی۔

قیاض کے ساتھ وہ فلیٹ سے نکل آیا تھا آتے ہوئے وہ ضروری چیزیں ساتھ

لایا تھا اور اس میں میک اپ کا ماسک بھی شامل تھا۔ راستے میں قیاض سے مزید گفتگو

کرتے ہوئے اسے اپنے کام کی کچھ اور باتیں معلوم کر لی تھیں پھر وہ صدر میں اتر گیا

تھاندر سے مختلف لمبکیاں استعمال کر کے وہ یہاں کلب تک آیا تھا۔

آخری ٹکسی میں ہی اس نے چہرے پر ماسک میک اپ چڑھایا تھا پھر وہ کرایہ

دے کر پھرتی سے ٹکسی سے اتر گیا تھا۔

انے ڈرائیور کو اتنا موقع بھی نہیں دیا تھا کہ وہ اس کا چہرہ دیکھ سکتا۔ اس  
آخری ٹیکسی سے وہ کلب سے دو فرلانگ دور اتر اٹھا پھر بیدل ہی کلب تک آیا تھا اب  
یہاں برک کی تلاش تھی فیاض کے بیان کے مطابق برک نوٹری ڈیم کلب کا کتنا دھرتا  
اسی کا حکم یہاں چلتا تھا۔

اور وہی واحد شخص تھا جو جبرال کرا فورڈ کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا وہ بتا  
سکتا تھا کہ لفٹ کار اذ کیا ہے۔ اور وہ ہتھانوں میں جاتی ہے یا اوپر کی کسی منزل پر  
اور اب اسے برک کا انتظار تھا فیاض نے اسے اتنی تفصیل سے برک کا حلیہ بتایا تھا کہ  
وہ یا آسانی اسے پہچان سکتا تھا۔

اس وقت کلب کی اس کال گرل کے ساتھ بیٹھنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اسے  
تنبہا دیکھ کر کوئی اس پر شک نہ کر جاتے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ جبرال تک پہنچنے سے  
پہلے اسکی آمد کی خبر جبرال کو ہو۔ وہ بے خبری میں اسے دیوچ لینا چاہتا تھا تاکہ اسے  
نروں کر کے اپنا مقصد حاصل کر سکے۔

وہ کال گرل سے اوٹ پٹانگ باتیں کرتا رہا برک اسے نظر نہیں آیا تھا پتہ نہیں  
اس وقت وہ کلب میں موجود بھی تھا یا باہر گیا ہوا تھا۔ اگر وہ باہر گیا ہوا ہوتا  
اور وہ کاروائی کرتا تو اسکا مقصد فوت ہو جاتا اور ادھر جبرال کرا فورڈ اور  
برک چوکنے ہو جاتے۔

وہ ہوشیاری سے کاڈنٹر۔ برک کے دفتر والے کمرے اور خارجی دروازے  
پر لنگا رکھے ہوتے تھا تاکہ جیسے ہی وہ ان تینوں میں سے کسی جگہ آتے تو اسے  
نظر آجائے۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد برک اسے نظر آیا تھا وہ کہیں باہر سے آیا تھا اور آکر سیدھا  
پنے دفتر والے کمرے میں چلا گیا تھا اسکے جانے کے دو منٹ بعد کاؤنٹر کلرک ایک ویٹر کو  
یہاں کھڑا کر کے اندر چلا گیا تھا۔ عمران نے سوچا کہ وہ ابھی اندر جاتے یا کچھ دیر تک اس  
بات کا انتظار کرے کہ کاؤنٹر کلرک واپس آجائے۔

ویسے اسے برک کے کمرے تک جانا آسان نہیں لگ رہا تھا احتیاط سے آگے بڑھنے  
کے باوجود اس بات کا خطرہ موجود تھا کہ کاؤنٹر کلرک اسے دیکھ لیتا۔ مگر اسے پاس  
اس کے علاوہ چارہ بھی کوئی نہیں تھا۔ اسی لئے اسے یہ رسک لے کر برک کے کمرے  
میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

دس منٹ بعد کاؤنٹر کلرک واپس اپنی سیٹ پر آیا تھا۔ پھر عمران اٹھنا  
ہی چاہتا تھا کہ اسکی ساتھی کال گرل نے اسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

”کیا خیال ہے کچھ دیر کے لئے کمرے پر چلیں۔“

”کمرے پر۔“ عمران نے دوہرایا۔

”ہاں وہاں کچھ دیر گپ شپ کر بی گے اور آجائیں گے۔“

”مگر...“ عمران نے کہا۔ ”کمرہ لینے میں نام لکھوانا پڑے گا پھر یہ نام میرے

ڈیڈی تک پہنچے گا اور میں مارا جاؤنگا۔“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“ وہ مسکراتی۔

”ک۔۔۔ کیسا مطلب۔۔۔ مطلب۔“ عمران ہلکایا۔

”یہاں میرے نام پر کمرہ بک ہے۔“

”ہائیں۔“ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ ”تم یہاں اس کلب میں رہتی ہو



عم... مطلب ہے ٹھہری ہوتی ہو۔

ہاں کیوں کیا براتی ہے یہاں ٹھہرنے میں۔ وہ مسکرا کر عمران کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔  
ہوئے بولی اور عمران گردن جھٹک کر بولا۔

”یہاں شش... شراب جو بکتی ہے۔“

”پھر کیا ہوا۔“ وہ مسکرا کر عمران کا ہاتھ دبا کر بولی۔ یہ تو مسرت امیر  
کو دو بالا کر دیتی ہے۔“

”ک... کیا۔“ عمران نے بھاڑ سامنے پھاڑ کر کہا۔

”ہاں کیا تم نہیں پیتے۔“ وہ اٹھلائی۔

”اتنے پیسے ہی نہیں ہوتے کہ اس شوق کو پورا کروں۔“

”پیسے۔“ وہ چونکی پھر مسکرائی۔ مذاق مت کرو۔

”میں مذاق نہیں کر رہا۔“ عمران نے کہا۔ اب یہی دیکھو میرے پاس اس وقت

صرف سو روپے کا ایک نوٹ ہے۔

”کیا... کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔“ وہ آہستہ سے غرائی۔

”ہاں قسم لے لو۔“ عمران نے کہا۔ جھوٹ بولو تو سامنے والے کا منہ کالا ہوگا۔

نیلا ہو جاتے اور ہضم ہو جاتے۔

”ایڈیٹ۔“ وہ پیرٹک کر اٹھتے ہوئے بولی۔ بیکار میرا وقت ضائع کیا۔

وہ تیزی سے ایک اور میز کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران اس دوران بھی برک کے کمرے پر نگاہ رکھے رہا تھا کال گرل کے جانے  
کے بعد اس نے پانی کا گلاس معدے میں اندھیلے اور اٹھنا ہی چاہتا تھا کہ چونک



”تم بھول رہے ہو کہ یہ میرا کلب ہے جہاں تم کھڑے ہوئے ہو۔“ برک نے غصہ سے  
بھرے انداز میں ہاتھ ہلا کر کہا۔

”اور تم اندھے ہو جو یہ نہیں دیکھ سکتے کہ ریلو اور میرے پاس ہے اور اس کے  
خاموش نال تمہاری طرف اٹھی ہوئی ہے۔“

”ہونہر۔“ وہ غرا یا حید لمحے عمران کو گھورتا رہا جیسے اسے تولد ہوا  
پھر بولا۔ ”تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو جلدی بتا دو۔“

”بتانا ہوں مسٹر برک۔“ عمران نے کہا۔ ”کیونکہ جلدی مجھے بھی ہے میرے  
پاس بھی وقت بہت کم ہے نہ ہونے کے برابر۔“

”اسکے باوجود فضولیات میں اسے ضائع کر رہے ہو۔“ برک نے غرا کر کہا  
اور اپنا ہاتھ جیب کی طرف ٹپھاتا چلا۔

”نہیں مسٹر برک ہاتھ جیب سے دور رکھو۔“ عمران غرا یا۔ ”میں نہیں چاہتا کہ  
تمہیں زخمی کر کے پوچھ گچھ کروں۔“

”پولیس سے تعلق ہے تمہارا۔“ برک غرا یا اس نے عمران کی وارننگ کے بعد  
جیت تک ہاتھ لے جانے کی کوشش ختم کر دی تھی۔

”پولیس۔“ عمران ہنسا۔ ”اگر پولیس کو پتہ لگ جاتے کہ میں یہاں ہوں تو  
وہ تمہارے کلب کو پولیس اسٹیشن بنا دیں۔“

”اونچی شے معلوم ہوتے ہو۔“ برک نے کہا۔ وہ عمران کو باتوں میں لگا کر  
غافل کرنا چاہ رہا تھا۔

”اونچی نیچی پھیپھوری باتیں ہیں مسٹر برک۔“ عمران نے کہا۔ انہیں چھوڑو



اور یہ بتاؤ کہ تمہارا باس کون ہے۔؟

جیرال کرافورڈ۔۔ برک نے بلا تھپک کہا۔

وہ کلب میں موجود ہے۔؟

نہیں۔۔ برک نے کہا۔ وہ اپنی رہائش گاہ پر ہوگا۔

کونسی رہائش گاہ پر۔؟ عمران نے پوچھا۔

اس بارے میں باس ہی خود بتا سکتا ہے۔

تم نہیں بتا سکتے۔۔ عمران غرایا۔

علم ہو تو بتاؤ لنگاتا۔۔ برک نے کہا۔

مرنا چاہتے ہو۔؟ عمران غرایا۔

باس کی دودھن رہائش گاہیں ہیں اور وہ اس میں سے کس میں رہتا ہے یہ سوائے

باس کے اور کوئی نہیں بتا سکتا۔

تمہارے ہاں ایک آدمی ماریونکسن مام تھا۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اس وقت

وہ کلب کے کس حصے میں ہوگا اور کیا تم اسے یہاں بلا سکتے ہو۔؟ عمران نے کچھ سوچ کر

برک سے ماریونکسن کے بارے میں پوچھا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ برک اس بارے میں اسے

کیا جواب دیتا ہے کیا بتاتا ہے۔

وہ کئی دنوں سے لاپتہ ہے۔۔ برک نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مرنا چاہتے ہو۔۔ عمران غرایا اور آہستہ آہستہ

ریوالور کے ٹریگر پر انگلی کا دیاؤ بڑھنے لگا۔

اگر تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے تو جاؤ اور کلب کے دوسرے ملازموں سے

پوچھ لو کہ ماریو نکسن کہاں ہے۔ برک نے کہا ریو اور کے ٹریگر پر رکھی ہوئی عمران کے ہاتھ  
نے اس پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا تھا کوئی اثر نہیں ہوا تھا برک پر البتہ اس کے لہجے  
میں تندی اور تیزی ضرور آگئی تھی۔

”ابھی تم نے فون پر کسی سے بات کی تھی۔؟ عمران نے کہا۔

”باس سے بات کر رہا تھا۔“ برک نے بے خوفی سے کہا۔

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ یہاں موجود ہے۔؟

”کیا وہ فون کہیں اور سے نہیں کر سکتا۔؟ برک نے غرا کر پوچھا عمران کے ہاتھ

میں دیے ہوئے ریو اور سے وہ اب بھی مرعوب نظر نہیں کر رہا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے  
وہ نہیں عمران ریو اور کی زد میں ہو۔

”کر سکتا ہے اور مسٹر برک میں تمہاری ساری باتوں کو مان لوں گا اگر تم۔۔

عمران کہتے کہتے رکا اور معنی خیز لگا ہوں سے برک کو گھورنے لگا۔

”اگر کیا...؟ کیا کہنا چاہتے ہو۔؟ برک نے اس کے رک جانے پر پوچھا۔

”تم مجھے باس کے کمرہ خاص تک لے چلو۔“

”باس کا کمرہ یہی ہے مسٹر۔“ برک نے غرا کر کہا دوسرے ہی لمحے عمران کا روم

والا ہاتھ گھوم گیا ضرب برک کے گال پر پڑی تھی وہ لڑکھڑا کر رہ گیا۔ ریو اور کہتا

اور چیمبر والا حصہ اس شدت سے اس کے گال سے ٹکرایا تھا کہ گال پھٹ کر خون بہنے

تھا برک سنبھلا۔

اس کے چہرے پر غیص و غضب کے تاثرات ابھرے تھے اس نے گال پر ہاتھ پٹا

اور زخم سے نکلنے والا خون چہرے پر پھیل گیا۔

میں اس کمرے کی بات کر رہا ہوں مسٹر برک جس میں لفٹ میں بیٹھ کر جاتے ہیں۔۔۔ عمران

نے کہا اچھے میں سفاکی تھی برک چونک پڑا۔

ایسا کوئی کمرہ یہاں نہیں ہے۔۔۔ وہ غرایا۔

اور۔۔۔ عمران نے کہا۔ لفٹ میں بیٹھ کر پتہ نہیں چلتا کہ نیچے جا رہے ہیں یا اوپر

اسلئے تم یہ بھی بتاؤ گے کہ لفٹ تنہا نے میں جاتی ہے یا اور کوئی چکر ہے۔۔۔

کیا۔۔۔ برک کے منہ سے نکلا وہ اس طرح لڑکھڑایا جیسے چکر آگیا ہو بس ایک

لمحے کے لئے عمران کی توجہ اس پر سے ہٹ گئی کہ برک بجلی کی طرح کوند کر عمران پر آیا تھا۔ اس نے

اپنے اندازے کے حساب سے بالکل صحیح جست لگائی تھی مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس

کے مقابلے پر دنیا کا سب سے بڑا احمق ہے۔

عمران نے ذرا سا باتیں ہٹ کر وار بچایا اور ریو الوور کے دستے سے اس کی پسلی

پر ضرب لگائی۔ دوسرے ہی لمحے کمرے میں برک کی کراہ گونجی اور وہ بھلا کر رہ گیا پھر

جیسے ہی وہ فرش پر گر کر پلٹا عمران کی لات ٹھوڑی پر پڑی اور وہ ایک بار پھر فرش چاٹنے

لگانے سے خون بہہ نکلا تھا۔

اسی طرح ٹھوکریں مار مار کر خاتمہ کر ڈالو لنگا۔۔۔ عمران خود بخوار اچھے میں

ہولا۔ ورنہ بتاؤ یا اس کا کمرہ کہاں ہے۔۔۔

بب۔۔۔ بتا۔۔۔ تا۔۔۔ کبہتے کہتے وہ اچھل کر عمران پر آیا اس نے پوری قوت

سے عمران کے سینے پر لائیں مارنا چاہی تھیں عمران بجلی کی طرح ایک طرف ہٹا تھا پھر

پسلی اسکے داہنے شانے پر برک کی لات لگ ہی گئی۔ وہ ایک جھٹکے سے گھوم سا گیا ساتھ

اسی درد کی لہر سر سے پیر تک دوڑ گئی تھی۔



لیکن یہ وقت چوٹ سہلانے کا نہیں تھا اسنے گرتے ہوئے برک کی کھوپڑی پھینک دی  
 ماری پھر جیسے ہی وہ گرا عمران اسکے سینے پر کود گیا برک کے منہ سے نکلنے والی چیخ اٹھی  
 ہی تھی کہ کمرہ جھنجھٹا اٹھا تھا۔

ایک ایک ہڈی پسلی توڑ ڈالونگا۔ عمران ترس پتے ہوئے برک کے سینے  
 پر سے اٹھتا ہوا بولا۔ ورنہ تیاؤ کمرہ کہاں ہے۔

گگ... کمرہ۔ برک کے منہ سے بمشکل نکلا تھا پھر وہ عمران کو گھورتے

ہوئے بولا۔ تت... تم کون ہو۔ برک کون ہو تم۔

کالا چور۔ عمران غرایا۔ جواب دے رہے ہو یا پھر۔۔۔

نہیں... نہیں... وہ گر گڑ گڑایا۔ تیا تا ہوں تیا تا ہوں۔

چلو تیاؤ۔ عمران اسے گریبان سے پکڑ کر اٹھاتا ہوا بولا پھر اسے میز کے عقب

میں ٹپری کرسی پر دھکیل دیا۔

برانڈی۔ برک کراہ کر بولا اور منہ سے ڈھیروں خون فرش پر اگل دیا۔

نجانے کہاں چوٹ لگی تھی کہ منہ بھر کر خون نکلا تھا۔

بارکینٹ کہاں ہے۔ عمران نے پوچھا پھر برک کے اشارے پر وہ دیوار

گیر بارکینٹ کی طرف بڑھ گیا کینٹ کھول کر اسنے برانڈی کی بوتل نکالی اور مڑا

پھر بھرتی سے زمین پر بیٹھ گیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی بارکینٹ کی چوبی دیوار

میں لگی تھی۔

دوسری گولی نے دیوار کا پلاسٹر ادھیرا تھا۔ عمران کے مڑتے ہی برک نے

میز کی دراز سے دیوار نکال لیا تھا۔

وہ سمجھ رہا تھا کہ عمران غافل ہو گا جبکہ عمران اس کی ہر حرکت سے آگاہ تھا جتنا  
تھا کہ اس کے مڑتے ہی برک کیا حرکت کرے گا پھر اسے دراز... کھلنے کی آہٹ بھی سن لی تھی  
گوکہ آہٹ ہلکی تھی مگر جب کان اسی طرف لگے ہوئے ہوں تو اسے سن لینا کیا مشکل تھا۔  
پھر عمران مڑا بھی اس طرح تھا جیسے وہ برک کی حرکت سے بے خبر ہو اور ریوا اور،  
دیکھ کر وہ بیٹھا بھی ایسے ہی تھا جیسے پیر پھیل کر گرا ہو۔

تیسری گولی فرش میں اس جگہ لگ کر اچٹ گئی تھی جہاں عمران بٹا ہر گرا تھا پھر  
تو برک پر گویا جنون طاری ہو گیا تھا وہ پے در پے فائر کرتا رہا اور عمران وہ سنگہی  
سے سیکھا ہوا آٹ استعمال کر کے اس کی چلائی ہوئی گولیوں سے بچتا رہا پھر وہ رک گیا  
چہرے پر طنز بیہ سکر آہٹ تھی۔

تو تم تھک گئے۔ برک غرا کر بولا پھر اسے ریوا اور کی نال عمران کی طرف کی اور

ترنگہ دبا دیا کھٹ کھٹ... ریوا اور سے آواز نکلی اور برک کا چہرہ سفید پڑ گیا  
اس نے جھلا کر خالی ریوا اور ہی عمران پر پھینک مارا تھا۔

آرام سے بیٹھا اور برانڈی پیو۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر برک کو دھکا

دے کر کرسی پر گرادیا۔ ریوا اور کا وار بھی خالی گیا تھا اور اس کے بعد ہی برک کے سارے  
کسبل ڈھیلے ہو کر رہ گئے تھے۔ برانڈی کی بوتل لے کر اس نے منہ سے لگائی اور نصف  
بوتل خالی کر کے عمران کو گھورنے لگا۔

غالباً ایتم جواب دینے پر تیار ہو گئے۔

تم کون ہو۔ برک نے پھر پوچھا مگر اب اس کے ہجے سے شکست خوردگی

ظاہر ہو رہی تھی۔

اس کے بجائے یہ سوچو کہ میرے پاس بھی ریو اور تنہا میں لے نہیں نشانہ کیوں  
نہیں بنایا۔؟ عمران نے ریو اور کی نال اس کے چہرے کے سامنے کرتے ہوئے کہا اور  
برک کے چہرے پر کئی رنگ آکر گزر گئے۔

لگ... کیوں۔؟ وہ ہکلیا۔

”ناکہ تم زندہ رہو اور کلب چلاتے رہو تو کہ نہیں مالک کی حیثیت سے۔

عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

”مم... مالک کی حیثیت سے۔؟ وہ حیرت زدہ ہو کر بولا۔

”ہاں۔؟ عمران نے کہا۔ جی رال کو تو میں پھانسی کے تختے تک پہنچا دوں گا لہذا

اس کے بعد کلب کے مالک تم ہی ہو گے۔“

”ادہ۔“ برک کے منہ سے نکلا تھا۔

”کیا خیال ہے پھر۔؟ عمران نے پھر پوچھا۔

”مگر۔“ برک نے کہا۔ لفٹ سے میں تمہیں پاس کے کمرے تک لے تو چلوں مگر

اس کے کمرے میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جیتا تک وہ کمرے کا دروازہ

نہ کھول دے مسٹر نامعلوم۔“

اس کا طریقہ کیا ہے بولو۔؟

”پاس کو فون پر آمد سے آگاہ کرنا پڑتا ہے پھر اجازت ملنے کے بعد ہوا

لفٹ سے اس کے کمرے میں جاتے ہیں۔“

”وہ تمہانے میں ملتا ہے۔؟“

”نہیں اوپر۔“ برک نے چھت کی جانب اشارہ کیا۔



چلو اس سے رابطہ قائم کرو۔ عمران غرایا۔ مگر خبردار جو کوئی ایسی حرکت کی کہ میں سے وہ خطرے سے آگاہ ہو جاتے۔  
 ٹھیک ہے۔ برک نے سر ہلا کر کہا اور میز پر رکھے ہوئے فون کو اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا عمران بغور اسکی حرکات دیکھ رہا تھا۔

ڈاکٹر حامد حسن  
 بی ایس سی، ایم بی بی ایس، ڈی اے  
 کنسلٹنٹ اینسٹمیزیڈیا - 0321-8730967

جیسے ہی صدیقی اور چوہان کی گاڑیاں اس بلڈنگ سے روانہ ہو کر دوڑھاتی فرلانگ دوپہنچیں وہی گاڑی نکل کر انکے پیچھے لگ گئی جس کا وہ دونوں تعاقب کرتے رہے تھے اس میں وہی جوڑا موجود تھا۔

دیکھا۔ ”مرد نے کہا۔ میں نے کیا کہا تھا ڈولی۔؟  
 ”ہاں۔“ ڈولی نے سر ہلا کر جواب دیا۔ یہ واقعی الوکے پٹھے ہی نکلے۔  
 اب دیکھنا بازی میں جیت لوں گا۔  
 یقیناً۔ ”ڈولی نے کہا۔ وہ دونوں تو اب مطمئن ہونگے کہ ہم دونوں ان کو ڈا  
 دے کر نکل گئے ہیں۔“

ہاں اور یہ اطمینان ہی ہمیں انکے خلاق کامیابی دلواتے گا۔  
 تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو فریکر۔؟  
 تم کیا سوچ رہی ہو۔؟ فریکر نے پوچھا۔

ان میں سے کسی کو اغوا کرنا چاہتے ہو۔؟  
 بموقعہ ملا تو یہ بھی کر گزرونگا۔۔ فریکر نے کہا۔  
 اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارا ارادہ کچھ اور ہے۔؟  
 ہاں۔۔ فریکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔  
 وہ کیا۔؟ ڈولی نے پوچھا۔

یہی کہ اگر موقعہ ملا تو اس کی رہائش گاہ پر ہی اس کو دبوچ لوں اور معلومات  
 حاصل کر کے پتہ صاف کر دوں۔۔  
 اگر یہ اپنی رہائش گاہ نہیں گتے تو۔؟  
 تب پھر ان میں سے کسی ایک کو اغوا کر کے شہر سے باہر لے جانا پڑے گا۔۔ فریکر  
 نے کہا۔ پھر جس طرح میرا ایک ساتھی مارا گیا ہے اسی طرح یہ بھی موت سے ہمکنار ہو سکتا  
 ہے یا کسی حادثے کا شکار بنایا جاسکتا ہے۔۔  
 بالکل ٹھیک۔۔ ڈولی نے کہا۔ اگر اس سے معلومات حاصل ہو گئیں تو سمجھ لو کہ  
 باس تم سے خوش ہو جائے گا۔۔

یہ سب میں اسی لئے کمر ہا ہوں۔۔  
 ہو سکتا ہے تم اس سرخ کار والے کا پتہ بھی لگا لو جس نے گارٹی سے کہا کہ  
 تمہارا ہاتھ توڑا ہے۔۔

اس کا پتہ یہ ضرور بتائے گا۔۔ فریکر دانت پیس کر بولا۔ کیونکہ یہ یقیناً  
 سرخ کار والے کے ساتھی ہیں ڈولی۔۔  
 تم سے پہچاننے میں غلطی تو نہیں ہوئی نا۔؟

” نہیں یہ انہی میں سے ہیں جو رات کو اس لڑکی کی لاش کے گرد جمع تھے اور یہ کہہ کر

اسے اٹھالے گئے تھے کہ ہسپتال لے جا رہے ہیں۔“

” دھوکہ خوب دیا تھا ان لوگوں نے۔“

” میں بھی ان کو کیسا مزا چکھاتا ہوں دیکھتی رہو۔“ فریکر نے دانت پیستے ہوئے کہا

اور ڈولی اسکا شانہ تھپکنے لگی۔

” غصے سے نہیں ٹھنڈے دل سے کام لو فریکر۔“

” مجھے اس لئے غصہ آرہا ہے کہ باس کی نگاہوں میں گذشتہ رات میں بہت ذلیل

ہو چکا ہوں ڈولی۔“

” اگر لڑکی اور اس کے پرس کا پتہ تم لگا لو تو باس نہ صرف تم سے خوش ہو جائے

گا بلکہ انعام بھی دے گا فریکر۔“ ڈولی نے فریکر کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔ تم باس کی عادت جانتے ہو نا۔“

” ہاں اچھی طرح سے۔“ فریکر نے کہا۔ ان میں سے ایک میرے قابو میں آ گیا تو

یقین کرو میں سب کچھ معلوم کر لوں گا۔“

” ارے۔“ ڈولی کے منہ سے نکلا اسکی نگاہ سامنے ان دونوں کاروں پر تھی جن کو

چلانے والے پہلے ان کا تعاقب کرتے رہے تھے اور ڈاج دینے کے بعد اب وہ

ان کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے۔ دونوں کاریں دو مختلف سمتوں میں مڑ گئی تھیں

اسی لئے ڈولی کے منہ سے ارے نکلا تھا۔

” الگ الگ ہو گئے۔“ فریکر بڑبڑایا اور ایک کار کے تعاقب میں اپنی گاڑی

اُسی جانب موڑ دی جس طرف وہ جا رہی تھی۔



”فریکر۔۔ ڈولی نے کہا۔ کہیں اسخیں شبہ تو نہیں ہو گیا۔؟

”کیسا شبہ۔؟ فریکر نے پوچھا۔

”یہی کہ ہم انکا تعاقب کر رہے ہیں۔“

”نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔“ فریکر نے کہا۔

”کیوں نہیں ہو سکتا۔؟ ڈولی نے مفطریانہ لہجے میں پوچھا۔

”اس لئے کہ ہو سکتا ہے انکا رہائش گاہیں الگ الگ ہوں۔“

”ہو نہ۔“ ڈولی صرف ہنسا۔ وہ بھر کر رہ گئی اب وہ صرف ایک کار کا تعاقب

کر رہے تھے جو ان سے دو فرلانگ آگے جا رہی تھی۔

”میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے فریکر۔“

”وہ کیا۔“ فریکر نے چونک کر پوچھا۔

”کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ تعاقب سے آگاہ ہو چکے ہوں اور اب الگ الگ ہو کر

ہمیں گھیرنا چاہتے ہوں۔؟

”ایسا ہے نہیں۔“ فریکر نے کہا۔ اگر ہے بھی تو میں ان دونوں سے تنہا نمٹنے

کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہوں۔“

”مخاطب ہو۔“ ڈولی نے کہا۔

”تم عقب کا خیال رکھو اگر وہ ہمیں گھیرنا چاہتے ہیں تو وہ عقب ہی سے

آ سکتا ہے۔“ فریکر نے کہا۔

”عقب میں اس وقت کوئی گاڑی نہیں ہے۔“

”تم نگران رکھو میرا خیال ہے یہ اپنی رہائش گاہ پہنچنے والا ہے۔“ فریکر نے

ایسی گاڑی کی رفتار کم ہونے دیکھ کر کہا اس کا خیال صبح نکلا تھا اگلی گاڑی ایک  
دھرت کے سامنے رک گئی اور وہ اتر کر عمارت میں داخل ہو گیا فریکر نے دیکھا کہ وہ  
دھرت کی سیڑھیوں کے پاس ایک بچے سے بات کر رہا ہے پھر وہ اوپر چڑھتا چلا گیا فریکر  
اڑی سے اتر آیا۔

”ہیلو مے انکل کہاں گئے۔“ وہ اس بچے کے پاس پہنچ کر بولا جس سے اس  
بات کی کچھ جھکاؤہ تعاقب کرتے ہوئے آتے تھے۔  
”اپنے گھر۔“ بچے نے جواب دیا۔

کوئی منزل پر گئے ہیں۔“ فریکر نے جیب سے ایک روپیہ نکال کر بچے کو دیتے  
ہوئے پوچھا بچے نے نوٹ جھپٹا اور وہ سب کچھ بتا دیا جو فریکر جانا چاہتا تھا  
پندلے بعد وہ اس کے فلیٹ کے سامنے کھڑے تھے۔

”اب۔“ ڈولی نے پوچھا۔  
”میرا خیال ہے تم گاڑی میں جا کر بیٹھو۔“  
”کیوں۔“ ڈولی نے پوچھا۔

”تا کہ تم گاڑی تیار رکھ سکو ہو سکتا ہے ہمیں جلدی میں یہاں سے  
بھاگنا پڑے کیونکہ میں اس سے پوچھ گچھ کرنے جا رہا ہوں دعوت مے نوشی دینے  
میں کیا سمجھیں۔“

”سمجھ گئی۔“ ڈولی نے کہا اور زینوں کی طرف بڑھتی چلی گئی فریکر نے جھک کر  
اگ بول سے جھانکا۔

اندکمرے میں وہ موجود تھا اور دروازے کے سامنے میز پر بیٹھا کسی کو





کیا بات ہے۔ دوسری جانب سے آواز آئی۔  
 میں برک بول رہا ہوں باس۔ برک نے کہا۔  
 اب فون کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی ہے۔ دوسری جانب سے غراہٹ  
 ابھرے لہجے میں پوچھا گیا تھا۔  
 ایک اہم کام ہے باس۔ برک نے کہا۔ فوراً آپ کے پاس آسکتا ہوں۔  
 فوراً۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔ ٹھیک ہے اگر کام اتنا ہی اہم ہے تو تم  
 فوراً آجاؤ میں راستہ کھول رہا ہوں۔  
 شکریہ باس۔ برک نے کہا اور ریسورس ڈیل پر رکھ دیا۔  
 لفٹ کس طرف ہے۔ عمران نے غرا کر پوچھا۔  
 باہر دوسری طرف کی راہداری میں۔  
 چلو مگر ایک بات یاد رکھنا۔ عمران غرایا۔  
 یہی ناکہ میں کوئی غلط حرکت نہ کروں ورنہ تم مجھے گولی مار دو گے۔ برک  
 عمران کا جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔  
 ہاں اس سے پہلے کہ مجھ پر کوئی آفت تمہارے کسی اشارے کی بنا پر آتے ہیں  
 کم از کم تمہیں تو ختم کر ہی دوں گا مسٹر برک۔  
 اور مجھے ابھی مرنے کا شوق نہیں ہے۔ برک نے کہا۔ اس لئے میں کوئی  
 حرکت نہیں کروں گا اور تمہیں باس تک پہنچا دوں گا۔  
 گڈ۔ چلو آگے۔ عمران نے کہا اور وہ اسے کور کئے ہوئے کمرے سے نکل آیا  
 اب اسے ریوالور جب میں ڈالیا تھا مگر نال برک کی پسلی سے لگی ہوئی تھی اور انگلی

ٹرنگ پرچی ہوتی تھی یہ حقیقت تھی کہ اگر برک اپنے کسی آدمی کو اشارہ کرتا یا اور کوئی دیکھ کر نے کی کوشش کرتا تو عمران نے اسے ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا بصورت دیگر اسے چھوڑ دیتا۔

برک اسے لفٹ یا کسٹک لے گیا تھا پھر وہ لفٹ میں بیٹھے اور برک نے اپنے برک کی آڑ کے لفٹ کے کی بورڈ میں لگے ہوئے ٹبوں میں سے ایک دبایا بس ہلکی سی سرکائی ہوئی تھی پھر لفٹ حرکت میں آگئی عمران پوری توجہ لفٹ یا کسٹ پر دیتے ہوئے تھا اس کی حرکت میں آتے ہی وہ مسکرا دیا۔

اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ لفٹ اوپر ہی کی جانب بڑھ رہی تھی اور نیچے کسٹ نہ جانے میں نہیں جا رہی تھی اس کا اندازہ اس نے سالن کے درہم برہم ہونے والے خفیف سے سلسلے سے لگایا تھا پھر لفٹ رک گئی اور دروازہ کھل گیا عمران نے اچھو طرح اس پاس کا جائزہ لیا تھا۔

”او۔۔۔“ برک نے کہا اور وہ لفٹ یا کسٹ سے باہر نکل آئے کسی راہداری کی بجائے لفٹ نے انہیں ایک سچے سچے کاروبار کا فرم کے دفتر جیسے کمرے میں پہنچایا تھا اعلیٰ اور برک کو دیکھتے ہی وہاں موجود فرد اچھل کر کھڑا ہو گیا پھر عمران کو کینہ توڑ لگاؤ سے گھورتے ہوئے سخت لہجے میں برک سے بولا۔

”کون ہے یہ۔“

”میں خود نہیں جانتا یا س۔“ برک نے کہا۔ آپ میری حالت دیکھ رہے ہیں اس لئے جب اسے مجبور کیا کہ یہ آپ سے ملنا چاہتا ہے تو مجھے مجبوراً اسکا کہنا مان کر آپ کو فون کر کے اجازت لینا پڑی۔“

کون ہونم اور کیا چاہتے ہو۔ وہ عمران سے براہ راست مخاطب ہوا۔

تم جیرال کرا فورڈ ہو۔، عمران نے پوچھا۔

ہاں۔، اسنے اثبات میں سر ہلایا۔

یہاں تک کہ یہ دفتر کس منزل پر ہے۔؟ عمران پرک کو آگے دھکا دے کر۔

کلب کی چھت پر کیوں۔؟ جیرال غرایا۔

میرے خیال سے یہ دفتر ساتویں یا آٹھویں منزل پر واقع ہے۔ عمران نے

کہا۔ جبکہ کلب کی عمارت زیادہ بلند نہیں ہے۔

بہر خیال ٹھیک نہیں ہوا کرتا۔، جیرال غرایا۔

جوز فائین کو قتل کرنے مار یو وغیرہ کو تم نے بھیجا تھا۔؟ عمران نے خونخوار

الہجے میں جیرال کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

مار یو کہاں ہے۔؟ جیرال عمران کا سوال ان سنا کر کے یولا۔

میں نے کیا پوچھا ہے۔، عمران غرایا۔

ضروری نہیں ہے کہ میں تمہارے سوالوں کے جواب دوں۔

اگر میں ایک گولی تمہاری سیدھی ران پر مار دوں تو کیا پھر جواب دینے کے لئے

تیار ہو جاؤ گے مسٹر جیرال۔؟ عمران نے پوچھا انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے وہ

جیرال کو رقم دے کر اسکے بدلے کوئی کام کرانے پر اسے تیار کر رہا ہو۔

کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے۔، جیرال نے پھر عمران کا سوال نظر انداز

کرتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا تھا۔

اگر پولیس کو علم ہو جائے کہ میں یہاں ہوں تو وہ میری تلاش میں نوٹے ڈیم



کلب کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گی۔“

۔ ہونہ۔۔ حیرال نے عمران کو گھورا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ کوئی اونچا  
شے لگتے ہوئے مگر حیرال کے سامنے سب بھیگی بلی بن جاتے ہیں۔“  
۔ اچھا۔۔ عمران کا لہجہ مضحکہ اڑانے والا تھا۔

۔ اور تم بھی بھیگی بلی بن جاؤ گے۔“ حیرال نے کہا اور اس سے پہلے کہ عمران سمجھ سکتا  
کہ حیرال کیا کر رہا ہے چھت پر سے کوئی چیز عمران پر گر گئی اور وہ اس میں الجھ گیا  
یہ نلیوں کا ایک جال تھا فوراً ہی جال ایک تھکے سے بلند ہوا اور عمران بھی اٹکھا  
ہی اوپر اٹھا چلا گیا۔

وہ جال میں بری طرح کھینچ گیا جتنا وہ جال سے نکلنے کے لئے ہاتھ پیر چلاتا اتنا  
ہی زیادہ وہ اس میں پھنستا چلا گیا تھا۔

۔ اب کیا خیال ہے خیاب عالی۔“ حیرال کا لہجہ طنز میں ڈوبا ہوا تھا۔  
۔ سمجھ لو نگاتم سے۔۔ عمران غرایا۔

۔ اچھا۔۔ وہ مضحکہ اڑانے والے لہجے میں بولا پھر اس نے جال کے پاس آکر  
دراز سے نکالا ہوا رد مال عمران کے منہ کے سامنے کیا اور اسے زور زور سے  
جھٹکنے لگا رد مال سے عجیب سی میٹھی میٹھی بو نکلی تھی۔

۔ کلوروفارم۔۔ عمران کے ذہن نے دوہرایا اور اسکی آنکھیں بند ہوتی چلی  
گئیں چند لمحے حیرال اسے دیکھتا رہا پھر اس نے عمران کے بازو میں جھکی بھری لیکن عمران  
بے حس و حرکت پڑا ہاتھ وہ برک کی طرف مڑا۔  
۔ اسے کرسی سے باندھ دو۔“

۔ رائیٹ باس ۔۔۔ برک نے کہا اور عمران کی طرف بڑھ گیا جیرال نے میز میں لگا ہوا کوئی

لہ دیا اور دوسرے ہی لمحے جال زمین پر آ رہا۔ برک نے عمران کو جال سے نکالا اس کا  
لو اور اپنے قبضے میں کیا اور اسے اٹھا کر ایک کرسی سے کس کر باندھ دیا پھر اس نے جیرال  
اشارہ پا کر میز پر رکھے گلاس سے پانی عمران کے چہرے پر پھینکا فوراً ہی عمران نے  
پھر جھری لی اور آنکھیں کھول دیں۔

حلق میں کڑواہٹ سی تھی اور یہ کڑواہٹ کلوروفارم میں نہیں ہوتی اور  
یہ ہی کلوروفارم سے سیوش ہونے والا اتنی جلد ہوش میں آتا ہے یقیناً یہ اس سے  
ملتی جلتی کوئی اور شے تھی۔

اب کیا حال ہے مسٹر۔۔۔ جیرال غرایا اور آگے بڑھ کر عمران کے چہرے سے  
ایک اپ ماسک اتار دیا دوسرے ہی لمحے وہ متحیرانہ لنگاہوں سے عمران کو گھور رہا تھا  
اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔  
"کیوں کیا ہوا۔؟ عمران نے پوچھا۔

تو یہ تم ہو علی عمران۔۔۔ جیرال نے کہا۔  
"ہاں میں۔۔۔" عمران غرایا۔ کیا میرے یہاں پہنچنے پر تمہیں حیرت ہوتی ہے۔؟  
"امید تو تھی کہ تم یہاں تک پہنچو گے۔" جیرال نے کہا۔ مگر اتنے جلد پہنچ  
جاؤ گے اس کا علم نہیں تھا۔۔۔

اب بتا چلو کہ جو تہ فائین کو تم نے کیوں قتل کر لیا ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔  
اور تم کس کے لئے کام کر رہے ہو۔؟

کام میں اپنے وطن اسرائیل کے لئے کر رہا ہوں۔۔۔ جیرال نے کہا۔ رہ گیا

جو زفاتین کا معاملہ تو اسے اغوا کرنا تھا مگر وہ اپنی حماقت کی وجہ سے ماری گئی۔

میں نے پوچھا ہے کہ اسے قتل کیوں کیا گیا ہے۔

وہ چور تھی ہمارے کچھ راز لے کر یہاں آتی تھی تاکہ ایکسٹو کو دے سکے۔

نے کہا۔ اور ہم اس سے اپنی امانت واپس لینا چاہتے تھے۔

مگر اس کے پاس سے تو کچھ نہیں ملا۔ عمران نے کہا۔ نہ کوئی راز نہ کوئی خط۔

یا کاغذات جس سے کسی سازش کا پتہ لگ سکتا۔

اب ان بہانوں سے کوئی فائدہ نہیں مگر عمران۔ جیرال نے کہا کیونکہ

چند گھنٹے پہلے آپریشن ایکس شروع ہو چکا ہے۔

تمہارا اشارہ طبیاروں کے اغوا اور دھکیوں کی جانب ہے۔ عمران نے

پوچھا اور جیرال نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں آپریشن ایکس کو ڈنا ہے جبکہ ہم اسے گیم آف ڈیٹھ کہہ سکتے ہو اور یہ

گیم سارے اسلامی ملکوں میں کھیلا جاتے گا مگر عمران۔

ہونہ۔ عمران نے سر ہلادیا اس کا ذہن بڑی تیزی سے گیم آف ڈیٹھ کے

بارے میں سوچ رہا تھا اسے یہ فکر بھی نہیں تھی کہ وہ موت کے منہ میں ہے جیرال نے اسے مارا

کے لئے ریو اور نکال لیا ہے اور نالہ کا رخ اسی کی طرف ہے پھر وہ اس وقت چونکا جب

جیرال نے ٹرگر دیا دیا تھا کمرے میں ایک کمرہ پہنچا ابھی اور عمران کی کرسی الٹ گئی۔

”ختم شد“  
پہلے سے اسرار جزیرہ

بکسٹر حسن شاہ ہی شائع ہو گیا ہے

نیشنل انسٹیٹیوٹ  
۸۶۶۱-۸۷۳۵۵۵



